عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حضرت مولانا ظفر احمد قاسمؒ کا وصال

جلد: ۴۱ | ۲۶ربیع الاول تا ۴ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱اکتوبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۴۰

حضور ﷺ کی کامل اتباع ذریعۂ نجات

نرم مزاجی کی اہمیّت

عورتوں کا مساجد میں نماز ادا کرنا

غیر شادی شدہ بھائی کی وراثت کی تقسیم

س:......ایک شخص کا انتقال ہوا، اس نے شادی نہیں کی تھی۔ اس کے ورثاء میں دو بھائی چار بہنیں موجود ہیں، جبکہ ایک بھائی اور ایک بہن پہلے ہی انتقال کر گئے، یعنی مرحوم کی زندگی میں ہی۔ کیا ورثہ میں ان کا حصہ ہوگا؟ یا ان کی اولاد کو ورثہ میں سے حصہ ملے گا؟ جو بہن بھائی زندہ ہیں، ان کو کتنا حصہ ملے گا؟

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے مرحوم بھائی کے کُل ترکہ کو شرعاً آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو دو حصے مرحوم کے ہر ایک بھائی کو اور ایک ایک حصہ مرحوم کی ہر ایک بہن کو ملے گا۔ جس بھائی اور بہن کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا، ان کو یا ان کی اولاد کو مرحوم کے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملے گا، کیونکہ وہ شرعاً حقدار نہیں ہیں۔

نماز میں چھینک آنے پر الحمدللہ! کہنا

س:......نماز پڑھتے ہوئے، اگر اچانک چھینک آئے اور بے اختیار الحمدللہ! کہہ دے تو کیا ایسا کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟ یا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:......نماز میں چھینک آجائے تو بہتر یہ ہے کہ خاموش رہے اور کچھ نہ کہے، لیکن اگر کوئی غلطی سے یا جان بوجھ کر بھی الحمدللہ کہہ دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، تاہم بہتر یہی ہے کہ چپ رہے۔

خطبۂ جمعہ کے دوران سنتیں پڑھنا

س:......کیا جمعہ کے خطبہ کے دوران نماز کی سنتیں پڑھ سکتے ہیں؟ بعض لوگ عین خطبہ کے دوران نماز جمعہ کے لئے آتے ہیں اور آتے ہی سنتیں پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:......نماز جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے، اس لئے خطبہ سے پہلے ہی مسجد آنا اور سنتوں سے فارغ ہونا ضروری ہے، کیونکہ دوران خطبہ ہر وہ عمل ناجائز ہے جو خطبہ سننے سے مانع ہو۔ اسی لئے خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا درست نہیں۔

سعی کے بعد حلق یا قصر نہ کروانے والے کا حکم

س:......ایک شخص عمرہ کے لئے گیا، طواف اور سعی کرنے کے بعد حلق یا قصر کروانا بھول گیا اور کپڑے وغیرہ پہن لئے، اس طرح دو دن گزر گئے تب اسے یاد آیا کہ قصر یا حلق نہیں کرایا۔ اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ دم وغیرہ لازم آئے گا؟ اگر دم لازم آئے گا تو کیا وہ حدود حرم میں ہی دینا ضروری ہے یا کہیں بھی دے سکتے ہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں مذکورہ شخص پر دم لازم آگیا ہے، کیونکہ وہ رات دن مکمل سلے ہوئے کپڑے پہنے رہا اور احرام کی حالت میں رہا۔ جب تک وہ حلق یا قصر نہیں کرائے گا، احرام ہی کی حالت میں رہے گا۔ احرام سے نکلنے کے لئے حلق یا قصر کرانا ضروری ہے۔ لہٰذا اس شخص کو چاہئے کہ پہلے حلق یا قصر کروائے، اس کے بعد دم بھی ادا کرے، یعنی ایک بکرا یا بکری وغیرہ جو کہ حدود حرم میں ذبح کرانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ غفلت اور کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار بھی کرے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۲۶ ربیع الاول تا ۴ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۴۰

اس شمارے میں!

حضرت مولانا ظفر احمد قاسم کا وصال	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حضور ﷺ کی کامل اتباع.... ذریعۂ نجات	۸	ڈاکٹر شعیب نگرامی
عورتوں کا مساجد میں نماز ادا کرنا	۱۲	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
نبی کریم ﷺ پر قاتلانہ حملے اور سازشیں (۲)	۱۴	مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
نرم مزاجی کی اہمیت	۱۸	مفتی محمد عبداللہ قاسمی
تبلیغی ودعوتی اسفار	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دیوبند کی جامع صفات شخصیات	۲۷	خورشید حسین قاسمی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۰ (۲ نبوت کے واقعات)

ا:... اس سال حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب القرشی العدوی (رضی اللہ عنہما) کی ولادت ہوئی، ان کی عمر غزوۂ اُحد کے سال ۱۴ برس تھی، کم سنی کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوۂ اُحد میں شرکت کی اجازت نہیں دی تھی۔

۲:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمِ محترم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک قول کے مطابق اسی سال اسلام لائے، حافظؒ نے ''الاصابہ'' میں صرف یہی قول قطعیت کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور ''الاستیعاب'' میں بھی اسی کو پہلے لیا ہے، ''المواہب اللدنیہ'' کے مصنفؒ نے بھی ذکرِ اَعمام کی بحث میں ان دونوں حضرات کی موافقت کی ہے، مگر سیرت کی اکثر کتابوں کے مطابق مشہور قول یہ ہے کہ آپ ۶ نبوّت میں مشرف باسلام ہوئے، جیسا کہ ۶ نبوّت کے ذیل میں آئے گا۔

۳:... اسی سال یا ۶ نبوّت میں -علی اختلاف القولین- ابوجہل وغیرہ مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اِسلام لانے پر عار دِلائی اور ان سے اور تمام اسلام لانے والوں سے مطالبہ کیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے حوالے کردیں تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جی بھر کر اَذیتیں دے سکیں، اس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے چند شعر پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''ا:... میں اللہ پاک کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اسلام اور دِینِ حنیف کی ہدایت بخشی۔

۲:... وہ پاک دِین جو عزیز وخبیر اور باریک بین پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

۳:... جب اس پروردگار کے پیغام ہمارے سامنے پڑھے جاتے ہیں تو ہر دانش منداور باوقار آدمی کی آنکھیں پُرنم ہوجاتی ہیں۔

۴:... وہ پیغامِ ہدایت جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، ایسی آیتوں کے ساتھ آیا ہے جن کے حروف بالکل واضح ہیں۔

۵:... احمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے واجب الاطاعت ہیں، آپ کی شان میں ناشائستہ الفاظ مت کہو۔

۶:... خدائے واحد کی قسم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قوم کے سپرد نہیں کریں گے جن کے خلاف ہم نے تلواروں سے ابھی تک فیصلہ کُن جنگ نہیں لڑی۔

۷:... اور ابھی تک ہم نے ان کے مقتولوں کو کھلے میدان میں بے گور وکفن ایسی حالت میں نہیں چھوڑا کہ ان پر گدھ منڈلاتے ہوں۔

۸،۹:... بنوثقیف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو کچھ کیا، مجھے اس کی خبر ہوچکی ہے، اللہ پاک تمام قبائل کو بنوثقیف کی بدکرداری کی بدترین سزا دے، اور انہیں موسمِ خریف کی بارش سے محروم رکھے۔''

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا ظفر احمد قاسمؒ کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حضرت مولانا ظفر احمد قاسم صاحب ۹ ستمبر ۲۰۲۲ء فجر کی نماز کے بعد نشتر ہسپتال ملتان میں وصال فرمائے آخرت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا ظفر احمد صاحب کبیر والا کے علاقہ موضع کرم پور بستی ککڑ ہٹہ کے رہائشی جناب میاں حافظ عبدالحق صاحب قوم سیال کے ہاں ۱۹۴۵ء کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ جناب حافظ عبدالحق صاحب بہت پختہ اور نظریاتی مسلمان تھے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت نے آپ میں دینداری کو اعمال وعقائد دونوں کے لحاظ سے اور پختہ کردیا تھا۔ اس نورانی ماحول میں مولانا ظفر احمد قاسم نے آنکھیں کھولیں۔ اپنے مرید صادق حافظ عبدالحق صاحب کو حضرت لاہوریؒ نے ظفر احمد کو قرآن مجید حفظ کرانے کا حکم دیا اور دعا فرمائی۔ ظفر احمد صاحب نو ماہ گیارہ دن میں حافظ ظفر احمد قاسم ہوگئے۔ اسکول میں بھی چند جماعتیں پڑھیں۔ خط آپ کا بڑا پختہ تھا۔ اپنے علاقہ کے نامور دینی ادارہ دارالعلوم کبیر والا میں درس نظامی کی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم ایک سال کے اندر اندر والد گرامی اور والدہ کا وصال ہوگیا۔ یتیمی وتنگ دستی وغربت کے باوجود تعلیم کو جاری رکھا۔ آپ کے استاذ محترم مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا کہ والدین اور اساتذہ کی بے لوث مستعدانہ خدمت کے صدقہ میں حق تعالیٰ شانہ نے مولانا ظفر احمد قاسم کو چار چاند لگائے۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ کے والدین نے دودھ کے جانور پال رکھے تھے۔ مولانا ظفر احمد صبح سائیکل پر دودھ لاکر دکانداروں کو دیتے اور خود مدرسہ تعلیم کے لئے چلے جاتے، شام کو واپسی پر سائیکل اور برتن لے کر گھر حاضر ہوجاتے۔ سالہا سال یہ معمول جاری رکھا۔ طالب علمی کے دوران بھی آپ علاقہ کی سماجی ومعاشرتی خدمات میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ بلکہ آپ کی مستعدی اس زمانہ میں بھی مثالی درجہ رکھتی تھی۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تو ان کے والد گرامی کے زمانہ سے ان کی دعوت پر علاقہ میں تشریف لاتے۔ دوران تعلیم مولانا ظفر احمد نے اپنے علاقہ میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔ تقریر کرائی اور پھر ان سے ایسے قریب ہوئے کہ بقیہ عمر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے معتمدین کی فہرست میں رکھا۔ مولانا ظفر احمد قاسم فرماتے تھے کہ حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، کرایہ کے لئے چند روپے میں نے آپ کو پیش کرنے چاہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں! تم طالب ہو۔ تم سے کرایہ کا کیا لینا ہے۔ قاضی صاحب نے یہ بات کچھ اس ادا سے کہی کہ زندگی بھر جب مولانا ظفر احمد قاسم اسے بیان کرتے آبدیدہ ہوجاتے اور ان کی معاملہ فہمی اور برخوردار نوازی کے نہ صرف قائل رہے، بلکہ عمر بھر حضرت قاضی صاحبؒ کی زلفوں کے اسیر رہے۔

اپنی علالت کے آخری دنوں عیادت کے موقع پر بیان کیا کہ ہمارے علاقہ میں دو دریاؤں راوی اور چناب کے درمیانی علاقہ کے ایک قصبہ میں حضرت لاہوریؒ کے ایک مرید اور حافظ عبدالحق (والد گرامی مولانا ظفر احمد) کے پیر بھائی تھے۔ وہ اس علاقہ کے پٹواری خانہ میں پٹواری تعینات تھے۔ انہوں نے اس علاقہ میں حضرت امیر شریعتؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا عبدالستار تونسویؒ اور دوسرے حضرات کا وقت لے کر جلسہ کا اعلان کردیا۔ برسات کا موسم تھا دونوں دریاؤں کا پانی ایسے چڑھا کہ دونوں طرف کے لوگوں کا جلسہ میں آنا دشوار ہوگیا۔ مولانا ظفر احمد فرماتے تھے کہ میں پیدل کا میلوں کا سفر کرکے اس جلسہ میں موجود تھا۔ شام کو علماء آگئے۔ لیکن اگلے دن لوگوں کا دریاؤں کو عبور کرکے آنا دوبھر نظر آرہا تھا۔ شام کو حضرت امیر شریعتؒ سے صورت حال عرض کی، آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ بھلی فرمائیں گے۔ اگلے دن دیکھا تو دریا اتنے اترے ہوئے تھے کہ دونوں طرف کے علاقوں کی خلقت آسانی سے دریا عبور کرکے جلسہ میں حاضر باش تھی۔

سامعین کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔عظمت صحابہؓ پر حضرت تونسویؒ نے بیان کیا تو امیر شریعت ’’واہ میرے بہادر جوان‘‘ فرما کر حوصلہ دیتے تو رنگ بندھ جاتا۔ دوسرے روز آخری بیان حضرت امیر شریعتؒ کا ہوا اور جلسہ دونوں دن مثالی طور پر کامیاب رہا۔

اسی طرح قریب کے علاقہ میں تمام اکابر کے جلسوں پر پہنچ جانا، جنازوں میں شرکت، اساتذہ اور بزرگوں کی خدمت وزیارت کے لئے مستعدی یہ مولانا ظفر احمد کی طبیعت کا جزبن گئی تھی۔

حضرت مولانا علامہ عبدالخالقؒ بانی مہتمم دارالعلوم کبیروالہ، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا منظور الحقؒ، مولانا علی محمدؒ، مولانا صوفی سرور صاحبؒ ایسے یگانہ روز حضرات سے آپ نے درس نظامی مکمل کیا۔۱۹۶۶ء میں دارالعلوم کبیروالہ سے دورہ حدیث کیا۔دورہ تفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے کیا۔اسی سال دورہ تفسیر کے دوران شعبان المعظم میں شجاع آباد میں مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا انتقال ہوا تو آپ تعلیم کے دوران رخصت لے کر جنازہ میں جاشریک ہوئے۔فراغت کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز سید نیاز احمد شاہ گیلانی کے مدرسہ میں آپ نے کئی سال تدریس کی۔یومیہ اٹھارہ اسباق بھی پڑھاتے تھے۔

اس کے بعد دارالعلوم کبیروالا اپنی مادر علمی میں تشریف لائے۔یہاں صرف ونحو کی کتب پڑھائیں۔اس میں آپ کے لئے اعزاز کی بات یہ ہے کہ دارالعلوم کے صرف ونحو کے نامور استاذ جو ماہر اور امام فن شمار ہوتے تھے،ان کے قائم مقام کے طور پر آپ نے خدمات سرانجام دیں اور ان کے منصب کی لاج رکھی۔زہے نصیب!

اس عرصہ میں دارالعلوم عیدگاہ کی جامع مسجد کی تعمیر نو اور توسیع ہوئی۔اس کی توسیع کے لئے آپ کی مثالی خدمات کا ایک زمانہ شاہد عدل ہے۔تعمیر میں میٹریل کی فراہمی کے لئے آپ نے انتھک شبانہ روز محنت کی جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

کنڈ سرگانہ کبیروالہ کے مولانا بشیر احمد خاکی تھے، جو مولانا ظفر احمد قاسم کے چچازاد بھائی تھے۔دونوں رشتہ دار، دونوں ہم سبق، دونوں ایک دوسرے کے بہنوئی اور دونوں ایک دوسرے کے سالے تھے۔دونوں ایک دوسرے کی اولاد کے ماموں اور دونوں کی بیٹیاں ایک دوسرے کی بہوبھی تھیں۔یہ مثالی رشتہ یوں بھی قائم رہا کہ مولانا بشیر احمد خاکی بھی دارالعلوم میں آپ کے ساتھ خدمات کے دوران شورکوٹ شہر خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لاتے۔یہاں آپ کو جھنگ روڈ پر مدرسہ کے لئے قدرت نے جگہ کا انتظام کر دیا۔شورکوٹ میں کوئی دینی ادارہ نہ تھا۔آپ نے جامعہ عثمانیہ کے نام سے ادارہ کی بنیاد رکھی۔آگے چل کر اپنے بھائی کی مدد کے لئے مولانا ظفر احمد قاسم بھی شورکوٹ آگئے۔تدریس کے ساتھ ساتھ تعمیر کے لئے بھی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ وقف کار رہے۔

اس دوران ٹھینگی کالونی وہاڑی کھچی برادری کے ایک زمیندار نے آپ کو جامعہ کے لئے زمین دی۔حق تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ آپ نے ’’جامعہ خالد بن ولید‘‘ کے نام سے ادارہ کی نیو اٹھائی۔ہمارے مخدوم ومخدوم زادہ مولانا عبیداللہ انور نے جامعہ کا نام تجویز فرمایا اور تعمیر کے لئے تبرّ کاً رقم بھی عنایت کی۔کام کا کیا آغاز ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ قامت عمارات، فلک بوس درسگاہیں، دارالاقامہ، مہمان خانہ اور وقیع ووسیع جامع مسجد بننے اور مکمل ہونے لگیں۔مولانا ظفر احمد قاسم بہت ہی باصلاحیت اعلیٰ ذوق، گہری نظر اور بلند سوچ کے انسان تھے۔سلیقہ مندی ان سے سبق لیتی تھی۔اتنا زرخیز دماغ تھا کہ جو کام جماعتوں کے کرنے میں بھی ان کے لئے گراں لگتا تھا۔اکیلے اس کام کو ایسے آگے رکھ لیتے تھے کہ پھرکی کی طرح گھومتے تکمیل کے مراحل طے کر لیتا۔

مولانا جہاں بیدار مغز انسان تھے، وہاں وہ بہت حوصلہ مند بھی تھے۔بڑی بڑی مہمات کو حوصلہ مندی سے سرکر لیتے۔مقدر اور نصیب کے اتنے بخت ور تھے کہ جس دشوار کام کو ہاتھ لگاتے گویا پتھروں کو پانی کر دیتے۔جس طرف کا رخ کرتے بڑھتے چلے جاتے۔قدرت حق ان پر مہربان تھی۔انجمن کا کام اکیلے شخص نے کر دکھایا۔دل کے غنی یا دریا دل تھے۔جہاں کہیں ضرورت سمجھتے مسجد، مدرسہ، انجمن، جماعت افراد کی مدد کرنے میں پیش پیش رہتے اور پھر اس رازداری کے ساتھ کہ دائیں ہاتھ کے دینے کی بائیں ہاتھ کو بھنک نہ پڑنے دیتے۔آپ نے کئی خیر کے کام ایسے کئے ہوں گے جو ان کے اور ان کے مالک حقیقی کے درمیاں راز ہیں۔ اتفاق واتحاد کے حامی تھے۔جماعتوں وافراد کی تو تکار کو کم کرنے کے لئے لگے رہتے اور خود بھی اختلاف رائے کے اظہار میں کسی رورعایت کے مستحق نہ تھے۔ دوسرے کے استدلال کو اڑنگے پر لاکر پٹخنی دینا ان کے سامنے پانی کا گلاس بہانے سے بھی زیادہ آسان تھا۔اختلاف رائے میں اتنے سخی واقع ہوئے تھے کہ ان کے سامنے کوئی پہلو آئے اور آپ اسے سنوارنے کے لئے سینہ نہ تانیں۔ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا تھا۔

آپ اختلاف کیا کرتے،قوت استدلال سے منوانے کی بھی کمی نہ رہنے دیتے۔ان کی اپنی ترجیحات ہوتی تھیں اوروہ ان کوحرف آخر قرار دیتے تھے۔ان کے استاذ اور ہمارے مخدوم مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ فرماتے تھے: مولانا ظفر احمد! آپ اپنی ترجیحات کو اتنا ضروری قرار دیتے ہیں کہ اپنے مخالف بڑھا لیتے ہیں۔کیوں نہیں تسلیم کرتے کہ ضروری نہیں کہ جو آپ کی ترجیح ہو ہر ایک کی وہی ہو۔آپ ایسے تصور کرکے ایسے سرپٹ دوڑتے ہیں کہ دوسروں میں چشمک پیدا ہوجاتی ہے.... اورلطف یہ کہ یہ بات خود مولانا ظفر احمد نے مجھے سنائی کہ حضرت یہ فرماتے تھے۔

مولانا کی طبیعت کی ساخت ایسے تھی کہ خواب خوب انہیں نظر آتے تھے اور پھر وہ انہیں حقیقت بنانے کے درپے ہوجاتے۔ ہے کوئی ہمت کی حد یا جنوں کا ٹھکانہ کہ وہ خوابوں کو حقیقت کا روپ دیتے اور واقف کار تصدیق کریں گے کہ اس میں مبالغہ نہیں۔

فقیر کی معلومات کی حد تک مولانا زاہد الراشدی مدظلہم اور فقیر راقم کو زیادہ تر اپنی ترجیحات میں ساتھ رکھنے کے لئے فون پر خاصا وقت عنایت کیا کرتے تھے۔ جو قضیہ سامنے آتا اس کے حل کے لئے اپنے پر دھن سوار کرلیتے تھے۔ان کے دلائل کا توڑ تو ہمالیہ سر کرنے کے مترادف ہوتا تھا۔اس لئے فقیر تو فون پر ان کی تائید میں اپنی خیر وعافیت سمجھتا تھا اور ان کے دلائل کے سامنے واقعی یہ پرامن راستہ تھا۔جو سلامتی سے سرمو نہ ہٹتا تجربہ میں آیا۔

جب ملتان تشریف لاتے ہمیشہ نہیں تو اکثر ضرور دفتر تشریف لاتے۔حالات پر تبادلہ خیال ہوتا۔اپنی سناتے ہماری سننی ضروری نہ تھی۔نماز پڑھی، اخبار دیکھا، چائے کا کپ لیا،نئی طبع شدہ کتاب لائبریری کے لئے لیتے۔لائبریری میں درج کرانے سے قبل اسے جستہ جستہ یا حرف بحرف ضرورت کے تحت ضرور مطالعہ فرماتے اور تبصرہ ورائے گرامی سے بھی نوازتے۔اس سے حوصلہ افزائی یا اصلاح کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور نمایاں ہوتا۔بہت محبتوں والے انسان تھے۔تمام دینی جماعتوں کے کاموں میں درجہ بدرجہ حصہ لیتے۔ملتان، چناب نگر، لاہور تک کی ختم نبوت کانفرنسوں میں کئی کئی بسوں کے قافلے لے کر تشریف لائے بہت سارے حضرات سے توقعات باندھیں تعاون کے لئے بھی فیاضی سے دست سخاوت دراز کیا،لیکن ان کے بے راہ روی پر باخبر ہوئے تو ان سے علیحدگی میں بھی دیر نہ لگاتے۔

وفاق المدارس نے تمام مکاتب فکر کے مدارس کی تنظیمات کو ایک پلیٹ فارم دیا۔بعض حضرات نے اس پر تحریر وتقریر کے ذریعہ نقد قائم کیا۔ایک صاحب نے مولانا ظفر احمد صاحب کے جامعہ کے اجتماع میں اس پر صدر وفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ پر نقد کیا تو آپ نے شیر غرّاں کی طرح اس مقرر پر ایسے وار کئے کہ ہمیشہ سے پلہ چڑھا لیا۔یہ ان کی اپنے اکابر پر اعتماد کی بلندی کا عالم تھا۔اکابر سے محبت اور وابستگی میں بھی وہ اپنی مثال آپ تھے۔

مولانا ظفر احمد قاسم خوبیوں کا گلدستہ تھے۔ان کی بناوٹ وسجاوٹ دلفریب تھی اور وہ خود دیدہ زیب تھے۔اپنے زمانہ کا شاید کوئی عالم دین بزرگ رہنما، سرکاری افسر، گورنمنٹ ملازم، سیاست داں، خطیب ودانشور ایسا نہ تھا جسے وہ اپنے ادارہ میں کھینچ کر نہ لے گئے ہوں۔بیرون ممالک بھی اپنے محبین کا وسیع حلقہ قائم کیا۔انہیں تعلق بنانا بھی آتا تھا اور نبھانا بھی جانتے تھے۔تعلقات کے نشیب وفراز کے ماہر ہی نہ تھے۔بلکہ ان نشیب وفراز کی نئی ترتیب قائم کرنے کے بھی ماہر تھے۔

حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری نے اور مولانا ظفر احمد قاسم کے متعلق مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکر ہے کہ یہ اہل حق کے ساتھ وابستہ تھے۔دوسری راہ پر ہوتے تو فتنہ سامانیوں سے دنیا گھبرا اٹھتی اور یہ واقعہ ہے۔دونوں ذہین وفطین تھے اور صاحب صلاحیت تیز طبع وبیدار مغز، ان دونوں سے بہت ہی یادیں وابستہ تھیں۔فقیر راقم کا دونوں سے نیازمندی کا تعلق تھا۔مولانا ظفر احمد قاسم تو ہم عمر اور ہمدرس بھی تھے۔ اپنے کوان کے ساتھ چمٹانے کی سعی یہ ٹاٹ کا ریشم میں پیوند لگانے والی بات ہے۔ورنہ وہ ہر لحاظ سے بڑے ہی بڑے تھے۔البتہ یہ اتفاق ہے کہ ردقادیانیت پر علامہ خالد محمود صاحبؒ کی پندرہ کتب ورسائل کی جمع وترتیب تخریج اور کمپوزنگ سے فراغت کے بعد معاً ہی مولانا ظفر احمد قاسم پر یہ تحریر لکھنا نصیب ہوگئی۔ان حضرات سے نسبت ہزاروں سعادتوں کا آخرت میں باعث بنے گی خدا کرے ایسے ہو۔**وما ذالک علی اللہ بعزیز!**

حضرت لاہوریؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت سید نفیس الحسینیؒ، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ اور حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی سے یکے بعد دیگرے بیعت کا تعلق رہا۔مؤخرالذکر تین حضرات سے خلافت کا بھی اعزاز حاصل کیا۔وفاق المدارس کے صدر شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سے بھی خلافت ملی،تہجد، تلاوت، کے ہمیشہ پابند رہے۔حرمین شریفین کی متعدد بار حاضری سے بہرہ ور ہوئے۔اپنے جامعہ کی مسجد میں فقط فجر کی نماز کی امامت میں قرآن مجید کے تین ختم کئے۔آخری وقت بھی ذکر اللہ کرتے ہوئے۔**ارجعی الی ربک راضیة مرضیه** کے منصب سے سرفراز ہوئے۔زہے نصیب!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

حضور ﷺ کی کامل اتباع.... ذریعۂ نجات

ڈاکٹر شعیب نگرامی

دنیا کی بڑی بڑی تاریخی شخصیتوں میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو کم وبیش اپنے ماحول کی پیدا کردہ نہ ہو مگر محسن انسانیت کی شان سب سے نرالی ہے اس کے بنانے میں اس کے ماحول کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا ہے۔ ہیگل کے فلسفہ تاریخ، یا مارکس کی مادی تعبیر تاریخ کے نقطۂ نظر سے ہم یہی حکم لگا سکتے ہیں کہ اس وقت اس ماحول میں ایک قوم اور ایک سلطنت بنانے والا ظاہر ہونا چاہئے تھا یا ظاہر ہوسکتا تھا؟ مگر ہیگلی یا مارکسی فلسفہ اس واقعہ کی توجیہ کیونکر کرے گا کہ اس وقت اس ماحول میں ایسا شخص پیدا ہوا جو بہترین اخلاق سکھانے والا، انسانیت کو سنوارنے والا، اور جاہلیت کے اوہام وتعصّبات کو مٹانے والا تھا، جس کی نظر قوم نسل اور ملک کی حدیں توڑ کر پوری انسانیت پر پھیل گئی، جس نے اپنی قوم کے لئے نہیں، بلکہ عالم انسانی کے لئے ایک اخلاقی وروحانی اور تمدنی وسیاسی نظام کی بنیاد ڈالی۔

وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جن کو تاریخ نے پرانا کر دیا ہے اور جن کی تعریف ہم صرف اس حیثیت سے کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے اچھے رہنما تھے۔ سب سے الگ اور سب سے ممتاز وہ انسانیت کا ایسا رہنما ہے جو تاریخ کے ساتھ حرکت کرتا ہے ہم علمی فیاضی یا بداحتیاطی کے ساتھ جن لوگوں کو تاریخ بنانے والے (میکرس آف ہسٹری) کا لقب دیتے ہیں وہ درحقیقت تاریخ کے بنائے ہوئے ہیں، وہ ''کریٹرس آف ہسٹری'' ہیں دراصل تاریخ بنانے والا پوری انسانی تاریخ میں صرف یہی ایک شخص ہے جس نے اپنے ہمہ گیر پیغام کے لئے خود اپنے مطلب کے آدمی تیار کئے، اپنی زبردست شخصیت کو پگھلا کر ہزارہا انسانوں کے قالب میں اتار دیا اور ان کو ویسا بنایا جیسا وہ بنانا چاہتا تھا، اس کی طاقت اور قوت ارادی نے خود ہی انقلاب کا سامان کیا، خود ہی اس کی صورت اور نوعیت متعین کی۔ اس شان کا تاریخ ساز اور اس پائے کے ریفارمر یا مصلح کی مثال پوری انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آیئے اب ہم اس تاریخ ساز شخصیت اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کارناموں کا بھی سرسری جائزہ لیتے چلیں جنھوں نے انسانیت کے رستے ہوئے ناسوروں کو مداوا کیا اور تاقیامت وہ بنی نوع انسانی کے لئے مشعل راہ رہیں گے۔

محسن انسانیت کی تعلیم کی بنیاد اُن پر نازل شدہ الہامی کتاب ''قرآن کریم'' ہے اس کے مندرجات کے متعلق کوئی چھوت چھات نہیں کہ اجنبیوں کو پڑھنے اور سننے سے روکا جائے، بلکہ یہ صلائے عام ہے کہ ہر شخص اس کو پڑھے، اور بطور خود اپنے لئے فیصلہ کرے کہ وہ اس کو قبول کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں فطری مساوات اور اختیاری فضیلت، اعمال صالحہ کی بنیاد پر قائم کی گئی اور جملہ سابقہ مذاہب کا احترام واعتراف کرتے ہوئے ان کے مقابل اپنی حیثیت صرف یہ بیان کی گئی یہ ایک تجدید صداقت ہے۔

محسن انسانیت ﷺ کی ہمہ گیر شخصیت:

دنیا میں یک حیثیتی بڑے لوگوں کی کبھی کمی نہیں رہی ہے لیکن اگر ہم مثلاً سکندر اعظم، نپولین اور ہٹلر کو لیں تو ان کی زندگی صرف ایک فوجی کمانڈر اور فاتح کے لئے مفید مواد مطالعے کے لئے پیش کر سکتی ہے، گوتم بدھ کی زندگی ریاضت، عبادت میں خصوصی دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ہی سبق آموز ہوسکتی ہے، ہومر صرف ایک شاعر تھا افلاطون اور ارسطو صرف حکیم وفلسفی تھے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں ان کی کوئی بڑی وقعت نہیں ہے، اس کے برخلاف رسول عربی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر ڈالئے، اس کی ہمہ جہتی، حیثیت قول وفعل کی یکسانی، ایک بے نظیر چیز کی صورت میں نظر آئے گی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سرپرستی میں عرب جیسی گمنام قوم نے بین الاقوامی تعلقات میں پہلا قدم رکھا۔ کیمبرج یونیورسٹی کے تاریخ کے استاد ڈاکٹر اکر اپنی کتاب ''ہسٹری آف دی لا آف نیشن'' میں عربوں کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے

لکھتے ہیں: ”ان سے زیادہ مہذب کبھی فتوحات کے لئے نہیں نکلے تھے،اور فتوحات کی وسعت اور گہرائی کا جو ریکارڈ انہوں نے قائم کیا ہے وہ اب تک کسی قوم سے توڑا نہیں جاسکا ہے، چنانچہ انہوں نے دس ہی سال میں عراق، ایران، فلسطین، شام، مصر، لیبیا، تونس، ترکستان اور مغربی سندھ کو زیر کرلیا یہ سب علاقے قریب قریب آج بھی ٹھوس اسلامی علاقے ہیں اوران میں کی اکثر کی زبان عربی ہوگئی ہے۔“

اس سے قطع نظر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دستورِ مملکت مرتب،اور جو نظام حکمرانی قائم فرمایا، اس پر عمل دنیا کی ایک عظیم الشان مملکت کے لئے نہ صرف ہر طرح کارآمد ثابت ہوا، بلکہ جب تک اس پر عمل رہا وہ دنیا کی مہذب ترین حکومت بنی رہی، گاندھی نے اپنے اخبار ”ہریجن“ میں اسے انسانیت کا دورِ زریں لکھا ہے اور ہندو لیڈروں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اسی نمونہ کو اپنائیں۔

دعوت وتوحید کے علمبرداروں کی تشکیل اوران کی نشوونما:

”دعوت وتوحید“ اول روز سے ہر باطل مکتب فکر کے لئے چیلنج رہی خاص طور سے مکہ میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے عرب قبائل کلمہ توحید” لا اِلٰہ الا اللّٰہ“ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے …اِس حالت میں صرف وہی لوگ داعی توحید کے ساتھ تھے جن کا ذہن صاف تھا جو حقیقت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی استعداد رکھتے تھے، جوحق وصداقت کی خاطر آگ میں کود جانے اور موت سے کھیلنے کے لئے تیار رہتے، دعوت وتوحید کو ایسے ہی آہنی کردار کے لوگوں کی ضرورت تھی، وہ ایک ایک دودو چار چار کرکے آتے رہے اور کشمکش، بڑھتی گئی کسی کا روزگار چھوٹا، کسی کو گھر والوں نے نکال دیا، کسی کو قید میں ڈالا گیا، کسی کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا گیا، کسی کی سرِ بازار پتھروں اور گالیوں سے تواضع ہوئی، ان مصائب وآلام کا لازمی فائدہ یہ ہوا کہ گھٹیا قسم کے اور کمزور سیرت وکردار کے لوگ مصائب کی اس تربیت گاہ کی طرف آ ہی نہ سکے جو بھی آیا وہ نسل آدم کا بہترین جوہر تھا اور جنہیں ہم صحابہ کرامؓ کے نام سے جانتے ہیں۔

اندلس کے مشہور عالم ابن عبد البر اپنی کتاب ”الاستیعاب“ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ تو وہ دیدہ ور تھے جن کا نرگس صدیوں انتظار کرتی ہے، جنہیں اللہ تعالی نے بشریت کو راہ حق دکھلانے کے ذمہ داری سونپی تھی اور جن کے ایمان و طہارت پر قرآن وحدیث گواہ ہیں۔

مشہور فرنچ مستشرق ڈاکٹر گوستاف لوبون اپنی کتاب ”تمدن عرب“ میں صحابہ کرامؓ کا اِن الفاظ میں ذکر کرتا ہے: ”یہ لوگ رسول کی اخلاقی وراثت کے سچے نمائندے، مستقبل میں اسلام کے مبلغ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں تک جو تعلیمات پہنچائیں تھیں اس کے امین تھے، رسول کی مسلسل قرابت اوران سے محبت نے اِن لوگوں کو فکر وجذبات کے ایک ایسے عالم میں پہنچا دیا تھا، جس سے اعلیٰ اور متمدن ماحول کسی نے دیکھا نہیں تھا، یہ اسلام کے قابل احترام پیشرو تھے جنہوں نے مسلم سوسائٹی کے اولین فقہاء، علماء اور محدثین کو جنم دیا تھا۔

ہماری اسلامی تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں یہی وہ جاں نثار ہیں جو قرآن کریم کے پہلے مخاطب اور سپاہ توحید کے ہراول دستہ تھے، انہوں نے معبودان باطل کی خدائی سے انکار کرکے ان کی عظمت کا تختہ الٹ دیا، انہوں نے صحراء کو چمن زار بنادیا جہاں حریت ومساوات کی ہوا چلی وہاں تہذیب نے آنکھیں کھولیں، ان میں وہ اولوالعزم قائد فاتح پیدا ہوئے جنہوں نے حق وباطل کی جنگ میں، حق وصداقت کو فیصلہ کن کامیابی عطا کی، انہوں نے دنیا کو وہ خداشناس مجاہد دیئے جو دن کو میدان جنگ کے شہسوار اور رات کے اندھیروں میں عبادت گزار تھے (رھبان باللیل وفرسان بالنھار) تھے، جنہوں نے تلواروں کی چھاؤں میں اذانیں دیں اور عین معرکہ حرب وضرب میں نماز شوق ادا کی۔ یہ امت اسلامیہ کے وہ ”لعل وگوہر“ ہیں جن پر انسانیت کو اپنے اوپر ناز کرنے اور ہر دور کے انسانوں کو ان پر فخر کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، ان کی جنس میں ایسے بلند پایہ انسان پیدا ہوئے جن میں ہر ایک بقول اقبال: ”خاکی ونوری نہاد بندہ مولی صفات۔“ کا مصداق تھا۔

محسن انسانیت ﷺ اور نسلی برتری:

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل پوری انسانیت نسلی برتری کی بھٹی میں جل رہی تھی اِن حالات میں ربانی پیغام کی صدا بلند ہوئی: یاایھا الناس الخ۔یعنی اے انسانو! ہم تمہیں ایک مرد ایک عورت سے پیدا کرتے ہیں اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لئے بانٹتے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ خدا کے نزدیک تم میں سب سے معزز تو وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور خداترس ہے۔اس دعوت ربانی کا

نتیجہ اقبال کی زبان میں یوں برآمد ہوا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

محسن انسانیت اور اقتصادی نظام:

اسلام سے پہلے کے مذاہب نے خیرات کی ترغیب تو بہت دی لیکن اس کے لئے کوئی منظّم لائحہ عمل نہیں پیش کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار مالدار تر ہوتے چلے گئے اور مفلس مفلس تر۔ اسلام نے اس بات کو محسوس کیا کہ دولت کی گردش و تقسیم سے کس طرح عوام کو فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی بنیاد پر جو دنیا کو اقتصادی نظام دیا اس میں ذخیرہ اندوزی کی جڑوں کو کاٹ کر ہر قسم کے سود کی ممانعت کردی گئی، وصیت پر پابندی عائد کی گئی کہ کوئی شخص اپنی پوری دولت کسی ایک شخص کو نہ دیدے بلکہ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی کی وصیت کی جاسکتی ہے، پھر وراثت میں مردوں اور عورتوں دونوں کو حصہ دار رکھا گیا تاکہ ایک سے زیادہ خاندانوں میں دولت بٹتی رہے اور دس بارہ ایسے قریبی رشتہ دار نامزد کئے گئے جو لازمی طور پر ترکے میں حصہ پائیں۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن گرانقدر کارناموں کے علاوہ اگر آپ اِس مصلح اعظم کے پیغام کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین نے فطرت کی تبدیلی کی کوشش کے بجائے فطری رجحان کو ایک خاص راہ پر لگانا بہت ضروری قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر اسلام نے ایک سے زیادہ شادی لازماً نہیں ضرورتاً روا رکھا ہے کیونکہ اس سے بہت سے معاشی اور سماجی مسائل حل ہوتے ہیں، چار کی حد بھی اس لئے ضروری رکھی کہ چند مالدار لذت نفسانی کے لئے بیشمار عورتوں کا استحصال نہ کرسکیں، طلاق وخلع کی اجازتیں، عورت کی مکمل آزادی اور جائدادی خود مختاری وغیرہ بیسیوں مسائل میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش قدمی اور رہنمائی کی ہے اور اگر آج اس میں کوئی دشواری محسوس ہورہی ہے تو وہ یا سماجی رسم ورواج کے باعث محسن انسانیت کے پیش کردہ قوانین پر عمل نہ کرنے سے ہے۔

سرورِ کائنات، محسن انسانیت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت جو اہمیت رکھتی ہے وہ کسی تفصیل کی محتاج نہیں ہے، اصول فقہ کی کتابوں میں یہ امر مسلمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کی طرح آپ کا ہر فعل بھی قانونی حیثیت رکھتا ہے اور سنت نبوی سے بھی واجبات، مستحبات اور مکروہات وغیرہ قائم ہوتے ہیں‘‘ یوں تو کسی مسلمان کی زندگی اسی وقت اسلامی کہلاتی ہے جب وہ قرآن کریم کے احکام کے مطابق ہو لیکن خود قرآن کریم نے متعدد مقامات پر سنت نبوی کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا ہے اور اس پر عمل کا حکم دیا ہے، مثال کے طور پر یہ آیتیں ملاحظہ ہوں:

’’وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ‘‘ (الحشر:۷)

ترجمہ: ’’اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو، اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ سخت عقاب والے ہیں۔‘‘

’’لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ‘‘ (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: ’’بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی بہترین زندگی کا نمونہ ہے۔‘‘

’’وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ o إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ o‘‘ (النجم:۳،۴)

اِن آیتوں اور اسی طرح کی دیگر آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، آپ کا فعل، اور جن چیزوں کو آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں روا و برقرار رکھا اس پر عمل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا خود احکام قرآنی پر اور حقیقت بھی یہی ہے، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت و پیروی کا نام ہی اسلام ہے جس پر انسان کی فلاح ونجات کا دارومدار ہے، حقیقی اطاعت کی بنیاد اور روح یہی محبت و تعظیم ہے، یہ دونوں جذبات کسی کے بارے میں جتنے زیادہ ہوتے ہیں، اس کی اطاعت اتنی ہی کامل اور پائیدار ہوتی ہے، ذوق و شوق سے ہوتی ہے، جوش اور ولولے سے ہوتی ہے اور شرف وعزت سمجھ کر ہوتی ہے۔ پھر آدمی اطاعت ہی پر قناعت نہیں کرتا، ایک قدم آگے بڑھ کر اتباع کی کوشش کرتا ہے، اپنے پیشوا کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا کو محبت وعظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو اسی رنگ میں رنگنے کی فکر کرتا ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ آدمی کے سیرت و کردار میں اپنی صلاحیت اور کوشش کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی جھلک نظر

آئے۔ اب اگر کسی کو حوصلہ ہے ایسی شخصیت کی تعمیر کا جس میں کشش اور دل آویزی ہو، عظمت و بزرگی ہو، رعب اور دبدبہ ہو، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بنیاد بنائے، اس کا مطالعہ کرتا رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ تمام سیرتوں سے بے نیاز کرسکتا ہے لیکن تمام عظیم ہستیوں کی سیرت کا مطالعہ آپ کی سیرت سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ یہ شاعری ہے یا حقیقت؟ اس کا صحیح فیصلہ اب محسن انسانیت کی سیرت کا وسیع اور گہرے مطالعے کے بعد خود کرسکتے ہیں۔

☆☆..................☆☆

بیت الخلاء (واش روم) سے متعلق چند ضروری ہدایات!

عرب کے مشہور عالم ڈاکٹر عائض بن عبداللہ القرنی کی ایک فکرانگیز تحریر کا ترجمہ:

☆......چند کام کر لیجئے آپ کے جسم سے منفی توانائی کا خاتمہ ہوگا اور آپ کے شیاطین کمزور پڑ جائیں گے۔

☆......بیت الخلاء کی صفائی پر کوئی سمجھوتہ نہیں اور بیت الخلاء کو مستقل بنیادوں پر صاف ستھرا اور بدبو سے پاک رکھیے۔

☆......رات کو سونے سے پہلے لیٹرین کو صاف رکھنے کا اہتمام کیجئے۔

☆......بیت الخلاء کا دروازہ ہر وقت اور مستقل بنیادوں پر بند رکھنے کا اہتمام کیجئے۔......

☆......بیت الخلاء میں کپڑے اتار کر لٹکے نہ رہنے دیجئے ایک رات کے لیے لٹکے رہنے والے کپڑوں میں جتنی منفی توانائی بھر جاتی ہے اس کا خاتمہ تقریباً ناممکن ہے کم از کم 72 گھنٹے دھوپ میں لٹکانے سے کچھ خلاصی ممکن ہے۔

☆...... میلے کپڑوں کو ہمیشہ بیت الخلاء سے باہر کسی ٹوکری میں رکھنے کا اہتمام کیجئے۔

☆......بیت الخلاء میں بھی عطر نہ رکھیے اور نہ ہی اس میں خوشبو وغیرہ کا استعمال کیجئے۔

☆......بیت الخلاء میں رونے سے سخت گریز کریں ایسا کرنا شیاطین کو کھلی دعوت دینا ہے کہ وہ آپ کے جسم میں داخل ہو جائیں یا وہ آپ کے جسم کو پکڑ لیں۔

☆......واش روم گندے رہیں تو رزق یا شادی میں دیر ہوتی چلی جاتی ہے زندگی میں مشکلات بڑھتی جاتی ہیں، بغیر سبب غم اور افسردگی کا احساس ہوتا ہے اور تشنج یا مرگی تک ہوسکتی ہے۔

☆......ہر تیسرے دن اپنے گھر کے دروازے اور کھڑکیاں کھولئے اور گھر میں سورۂ بقرہ کی ریکارڈنگ چلائیں آپ کو بذات خود اپنے اور اپنے گھر والوں میں بہتری محسوس ہوگی۔

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق گھر سے شیاطین اور جراثیم بھگانے کے لیے کلونجی کی دھونی دیجئے۔

☆......گھر میں جگہ جگہ شیشے آویزاں نہ کیجئے، گھر میں ایسی جگہ نہ بیٹھئے جہاں سے ابھی ابھی کوئی اٹھ کر گیا ہو۔

☆......جاگنے پر لمبی لمبی سانس لیجئے اور اٹھتے ہوئے بسم اللہ پڑھئے۔

☆......رات میں سونے کا ایک مستقل وقت مقرر کر لیجئے اور سونے سے پہلے سورۂ ملک کی تلاوت بھی نہ چھوڑیئے یہ سورۃ عذاب قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ نماز کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت سے آپ اور جنت کے درمیان صرف موت کا حائل ہونا باقی رہتا ہے، اس لئے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا بھی نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

مرسلہ: مولانا قاضی احسان احمد، کراچی

عورتوں کا مساجد میں نماز ادا کرنا

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

یہ انسانی دنیا جب سے وجود میں آئی ہے اس میں کوئی خطہ، کوئی قوم اور کوئی مذہب ایسا نہیں ملتا جس میں فواحش وبدکاری، زنا اور حرام کاری کو مستحسن، اچھا یا مباح و جائز سمجھا گیا ہو بلکہ ساری دنیا اور اس کے مذاہب زنا کی مذمت اور برائی میں متفق و ہم رائے رہے ہیں کیونکہ یہ مذموم جرم نہ صرف یہ کہ فطرتِ انسانی کے خلاف ہے، بلکہ اس درجہ فساد افزا اور ہلاکت خیز ہے جس کے تباہ کن اثرات صرف اشخاص و افراد ہی کو نہیں بلکہ بسا اوقات سارے خاندان اور پورے شہر وقصبہ کو برباد کردیتے ہیں۔ اس وقت فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کے جتنے واقعات سامنے آرہے ہیں ان کی صحیح تحقیق کی جائے تو اکثر واقعات کے پس منظر میں شہوانی جذبات اور ناجائز جنسی تعلقات کا عمل دخل ملے گا۔ البتہ بہت سی قوموں اور اکثر مذاہب میں زنا اور فواحش کی ممانعت کے باوجود اس کے مقدمات اور اسباب و ذرائع کو معیوب وممنوع نہیں سمجھا جاتا اور نہ ان پر خاص قدغن اور بندش لگائی جاتی ہے۔ مذہب اسلام چونکہ ایک کامل ومکمل نظامِ حیات اور فطرت کے مطابق قانون الٰہی ہے اس لئے اسلام میں جرائم ومعاصی کی حرمت کے ساتھ جرائم ومعاصی کے ان اسباب وذرائع کو بھی حرام وممنوع قرار دے دیا گیا جو بالعموم بطور عادت جاریہ کے ان جرائم تک پہنچانے والے ہیں۔ مثلاً شراب پینے کو حرام کہا گیا تو شراب کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام کردیا گیا۔ سود کو حرام کیا گیا تو سود سے ملتے جلتے سارے معاملات کو بھی ناجائز اور ممنوع کردیا گیا۔ شرک و بت پرستی کو گناہ عظیم اور ناقابل معافی جرم ٹھہرایا گیا تو اس کے اسباب وذرائع، مجسمہ سازی وبت تراشی اور صورت گری کو بھی حرام اور ان کے استعمال کو ناجائز کردیا گیا۔ اسی طرح جب شریعت اسلامی میں زنا کو حرام کردیا گیا تو اس کے تمام قریبی اسباب وذرائع اور مقدمات پر بھی سخت پابندی لگادی گئی چنانچہ اجنبی عورت پر شہوت سے نظر ڈالنے کو آنکھوں کا زنا، اس کی باتوں کے سننے کو کانوں کا زنا، اس کے چھونے کو ہاتھوں کا زنا، اس کے پاس جانے کو پیروں کا زنا ٹھہرایا گیا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے:

ترجمہ: ’’آنکھوں کا زنا (اجنبی عورت کی جانب شہوت سے) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (شہوت سے اجنبی عورت کی) باتوں کی طرف کان لگانا ہے، زبان کا زنا اس سے گفتگو کرنا ہے، ہاتھ کا زنا اس کو چھونا و پکڑنا ہے، پیروں کا زنا اس کی طرف (غلط ارادہ سے) جانا ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۲۰ باب الایمان بالقدر)

برے ارادے سے کسی اجنبی عورت کی جانب دیکھنا اس کی باتوں کی جانب متوجہ ہونا، اس سے بات چیت کرنا، اس کو چھونا و پکڑنا اس کے پاس جانا یہ سارے کام حقیقتاً زنا نہیں بلکہ زنا کے اسباب و مقدمات میں سے ہیں مگر انھیں بھی حدیث میں زنا سے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ امت سمجھ جائے کہ زنا کی طرح اس کے مقدمات واسباب بھی شریعت میں حرام وممنوع ہیں۔ انھیں شہوانی جرائم سے بچانے کے لئے عورتوں کے واسطے پردہ کے احکام نازل ونافذ کئے گئے۔ اس موقع پر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ شریعت اسلامی کا مزاج تنگی ودشواری کے بجائے سہولت وآسانی کی جانب مائل ہے اس سلسلے میں کتاب الٰہی کا واضح اعلان ہے ’’مَا جَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِن حَرَج‘‘ دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں ڈالی گئی ہے اس لئے اسباب وذرائع کے بارے میں فطرت سے ہم آہنگ یہ حکمت آمیز فیصلہ کیا گیا کہ جو امور کسی معصیت کا ایسا سبب قریب ہوں کہ عام عادت کے اعتبار سے ان کا کرنے والا اس معصیت میں ضرور مبتلا ہوجاتا ہے، ایسے قریبی اسباب کو شریعت اسلام نے اصل معصیت کے حکم میں رکھ کر انھیں بھی ممنوع وحرام کردیا۔ اور جن اسباب کا تعلق معصیت اور گناہ سے دور کا ہے کہ ان کے اختیار کرنے اور عمل میں لانے سے گناہ میں مبتلا ہونا عادۃً لازم وضروری تو نہیں مگر ان کا کچھ نہ کچھ دخل گناہ میں ضرور ہے ایسے اسباب وذرائع کو مکروہ قرار دیا اور جو اسباب ایسے ہیں کہ معصیت میں ان کا دخل شاذ ونادر کے درجہ

میں ہے ان کو مباحات میں داخل کر دیا۔

اس سلسلے کی یہ بات بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ شریعت اسلام نے جن کاموں کو گناہ کا سبب قریب قرار دے کر حرام کر دیا ہے وہ تمام مسلمانوں کے لئے حرام ہیں خواہ وہ کام کسی کے لئے گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب بنے یا نہ بنے اب وہ خود ایک حکم شرعی ہے جس پر عمل سب کے لئے لازم اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ اس کے بعد سمجھئے کہ عورتوں کا پردہ بھی شرعاً اسی سد ذرائع کے اصول پر مبنی ہے کہ ترکِ پردہ گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔ اس میں بھی اسباب کی مذکورہ قسموں یعنی سبب قریب، سبب بعید اور سبب بعید تر کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً جوان مرد کے سامنے جوان عورت کا بدن کھولنا گناہ میں مبتلا ہونے کا قریبی سبب ہے کہ عادتاً آدمی ایسی صورت حال میں بالعموم گناہ میں لازمی طور پر مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے یہ صورت شریعت کی نظر میں زنا کی طرح حرام ہے، کیونکہ شریعت میں اس عمل کو فاحشہ کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا یہ سب کے حق میں حرام ہوگا۔ البتہ مواقع ضرورت علاج وغیرہ کا مستثنیٰ ہونا ایک الگ حکم شرعی ہے اس استثنائی حکم سے اصل حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پھر یہ مسئلہ اور حکم اوقات وحالات سے بھی متاثر نہیں ہوتا اسلام کے عہد زریں اور خیر وصلاح میں بھی اس کا حکم وہی تھا جو آج کے دورِ ظلمت اور شر وفساد کے زمانہ میں ہے۔

دوسرا درجہ ترک پردہ کا یہ ہے کہ گھر کی چہار دیواری سے باہر برقع یا دراز چادر سے پورا بدن چھپا کر نکلے۔ یہ فتنہ کا سبب بعید ہے۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسا کرنا فتنہ کا سبب ہو تو ناجائز ہے اور جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں جائز ہوگا۔ اسی لئے اس صورت کا حکم زمانے اور حالات کے بدلنے سے بدل سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد خیر مہد میں اس طرح سے عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا فتنہ کا سبب نہیں تھا اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورتوں کو برقع وغیرہ میں سارا بدن چھپا کر چند شرائط کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت دی تھی اور ان کو مسجد میں آنے سے روکنے کو منع فرمایا تھا اگرچہ اس وقت بھی عورتوں کو ترغیب اسی کی دی جاتی تھی کہ وہ گھروں میں ہی نماز ادا کریں کیونکہ ان کے لئے مسجد کے مقابلہ میں گھر کے اندر نماز پڑھنا زیادہ باعث ثواب اور افضل ہے۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ''ولم یختلفوا ان صلاۃ المرۃ فی بیتها افضل من صلاتها فی المسجد'' (التمہید، ج:۱۱، ص:۱۹۶) اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ عورت کی گھر میں نماز مسجد میں نماز سے افضل وبہتر ہے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ حالات باقی نہیں رہے۔ بلکہ طبیعتوں میں تغیر اور قلبی اطمینان میں فتور پیدا ہوگیا چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ''ما نفضنا ایدینا عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انکرنا قلوبنا'' (التمہید للحافظ ابن عبدالبر، ج:۳، ص:۳۹۴، مطبوعہ ۱۴۱۰ھ، ورواہ الترمذی فی الشمائل، ص:۲۷، عن انس رضی اللہ عنہ) ہم نے ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے ہاتھوں سے مٹی بھی نہیں جھاڑی تھی کہ اپنے دلوں کی بدلتی ہوئی کیفیت کو محسوس کیا، علاوہ ازیں جن شرائط کے ساتھ مسجد میں حاضری کی اجازت دی گئی تھی ان کی پابندی میں دن بدن کوتاہی بڑھتی رہی اسی تغیر حالات کی جانب مزاج شناسِ نبوت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرماتے ہوئے امت کو متنبہ فرمایا ہے کہ آج کے حالات اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے اس لئے عام صحابہ کرامؓ نے یہی فیصلہ کیا کہ حالات کی اس تبدیلی کی بنا پر اب عورتوں کا مسجد میں آنا فتنہ سے خالی نہیں رہا اس لئے ان حضرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیا۔ اس دور فتنہ وفساد میں جب کہ جنسی انارکی اور شہوانی بے راہ روی کی قدم قدم پر نہ صرف افزائش بلکہ ہمت افزائی ہو رہی ہے، دین ومذہب اور حیا ومروت کے سارے بندھن ٹوٹ گئے ہیں کوچہ وبازار کا کیا ذکر شرور وفتن کی خودسر موجیں گھروں کی چہار دیواری سے ٹکرانے لگی ہیں، کیا ایسے فساد انگیز حالات میں بھی خواتین اسلام اور عفت مآب ماؤں بہنوں اور بہو بیٹیوں کو گھروں کی چہار دیواری سے باہر نکل کر جمعہ وجماعت میں مردوں کے دوش بدوش شریک ہونے کی اجازت مقاصد شریعت سے ہم آہنگ اور اصول سدّ ذرائع کے مطابق ہے؟ حالاتِ زمانہ اور گردوپیش کے واقعات سے آنکھیں بند کر کے جو لوگ عورتوں کو مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی دعوت دے رہے ہیں ان کا یہ رویہ مزاج دین سے کتنا ہم آہنگ اور خود یہ لوگ اسلامی معاشرے کے بارے میں کتنے مخلص ہیں؟ فقہائے اسلام بیک زبان یہ کہتے ہیں کہ ایسے فساد آمیز حالات میں عورتوں کے لئے گھر سے باہر آ کر مسجدوں میں حاضر ہونا مقاصد شریعت اور اصول سد ذرائع کے خلاف ہے اس لئے ان حالات میں شرعاً اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

☆☆..........................☆☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قاتلانہ حملے اور سازشیں

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت صرف ۲۳ سال ہے۔ جن میں سے ابتدائی تین سال تو انتہائی خفیہ تبلیغ کے ہیں۔ باقی بیس سال میں اس محسن انسانیت پر کم وبیش اٹھارہ دفعہ قاتلانہ حملے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے لئے سازشیں ہوتی رہیں۔

ان میں سے دس حملے یا سازشیں تو مشرکین مکہ سے تعلق رکھتی ہیں، تین یہود سے، تین بدوی قبائل سے، ایک منافقین سے اور ایک شاہِ ایران خسرو پرویز سے۔

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی لہٰذا دشمن کی ہر تدبیر ناکام ہوتی رہی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی غالب ہوئی اور اسلام کو باقی تمام اَدیان پر غلبہ حاصل ہوگیا۔ اسلام کے سارے دشمن مل کر بھی نہ اسلام کو ختم کرسکے اور نہ پیغمبر اسلام کو۔ دنیا کی تاریخ میں شاید آپ کو کوئی دوسری ہستی نہ مل سکے گی جس کو ختم کرنے کے لئے اتنی کثیر تعداد میں حملے اور سازشیں کی گئی ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے ہر طرح کے شر سے محفوظ و مامون رہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر ان کی طرف سے دکھ اور ایذائیں سہتے رہے، البتہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جان سے ختم نہ کرسکے، پھر اس ذمہ داری کی اطلاع بھی آپ کو زندگی کے آخری دور میں دی گئی۔ مندرجہ بالا آیات ''وَاللّٰہُ یَعصِمُکَ مِنَ النَّاسِ'' سورہ مائدہ کی آیت ہے جو مدنی دور کی آخری سورتوں میں سے ہے اور ترتیبِ نزولی کے لحاظ سے اس کا نمبر ۱۱۲ ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کو ہر موقع پر احتیاطی تدابیر سے کام

> اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی لہٰذا دشمن کی ہر تدبیر ناکام ہوتی رہی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی غالب ہوئی اور اسلام کو باقی تمام اَدیان پر غلبہ حاصل ہوگیا

لینا پڑتا تھا اور اذیت بھی برداشت کرنا پڑتی تھی۔

بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے مذموم ارادہ کی اطلاع بذریعہ وحی ہوجاتی تھی اور جب اس سے بچاؤ اور مدافعت آپ کے بس سے باہر ہوتی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد شامل ہوجاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی ذریعہ پیدا ہوجاتا تھا۔ ذیل میں ایسے واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱:... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچانے والے کی شہادت:

کوہ صفا پر اپنے 'اقرباء' کو دعوت دینے کے بعد جب آیت ''فَاصدَع بِمَا تُومَر'' (۹۴:۱۵) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا جاتا ہے، وہ کر گزریئے)۔

نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان فرمایا۔ اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد چالیس، پینتالیس سے زیادہ نہ تھی اور وہ چھپ چھپا کر وقت گزار رہے تھے۔ کفار کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان مشرکین مکہ کی سب سے بڑی توہین کے مترادف تھا۔ چنانچہ دفعتاً ایک ہنگامہ بپا ہوگیا اور ہر طرف سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب (حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پہلے خاوند سے بیٹے) حارث بن ابی ہالہ گھر میں موجود تھے۔ انہیں خبر ہوئی تو دوڑتے ہوئے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانا چاہا۔ اب ہر طرف سے ان پر تلواریں پڑنے لگیں اور وہ شہید ہوگئے۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون جو بہایا گیا۔ (اصابہ فی احوال الصحابہ ذکر حارث بن ابی ہالہ، بحوالہ سیرت النبی، ج:۱، ص:۳۱۴)

۲:…ابوجہل کا ارادہ قتل:

یہ واقعہ مختصراً یوں ہے کہ ایک دن ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ”میں نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کسی وقت جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جائیں تو بھاری پتھر سے ان کا سر کچل دوں۔ تاکہ یہ روز کا جھگڑا ختم ہو۔ اس کے بعد چاہے تو تم لوگ مجھے بالکل بے یارومددگار چھوڑ دو کہ بنوعبدمناف مجھ سے جیسا جی چاہے سلوک کریں اور چاہے تو میری حفاظت کرو“

اس کے ساتھیوں نے کہا: ”واللہ! ہم تمہیں بے یارومددگار نہ چھوڑیں گے۔ لہٰذا تمہارا جو جی چاہے کر گزرو“ اس تجویز کے مطابق ابوجہل ایک بھاری پتھر لے کر کعبہ میں پہنچا اور مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو ابوجہل پتھر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا۔ مگر یکدم خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور وہ پتھر کو بھی مشکل ہی سے نیچے رکھ سکا۔ اس کے ساتھی بڑے متعجب تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

انہوں نے پوچھا: ”ابوالحکم! یہ کیا ماجرا ہے؟“

وہ کہنے لگا: ”جب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بڑھ رہا تھا تو ایک مہیب شکل کا اونٹ مجھے نظر آیا۔ بخدا میں نے کسی اونٹ کی ایسی ڈراؤنی کھوپڑی، گردن اور ایسے ڈراؤنے دانت کبھی نہیں دیکھے، وہ اونٹ مجھے نگل جانا چاہتا تھا اور میں نے مشکل سے پیچھے ہٹ کر اپنی جان بچائی تھی۔“ (ابن ہشام، ص:۱:۲۹۸-۲۹۹، بحوالہ الرحیق المختوم ص:۱۵۱)

۳:…عقبہ بن ابی معیط کا ارادۂ قتل:

عقبہ بن ابی معیط ہر وقت اس تاک میں رہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا گھونٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کر دے اور ایسا موقع مشرکین کو اس وقت میسر آتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز ادا کر رہے ہوں۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سخت ایذا پہنچائی وہ کیا تھی؟ تو انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر اسے اس قدر بل دیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا گھٹنا شروع ہو گیا۔ آنکھیں باہر آئیں اور قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام ہو جاتا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آن پہنچے انہوں نے زور سے عقبہ کو پرے دھکیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھڑا دیا اور فرمایا:

”اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ۔“ (بخاری، کتاب المناقب، باب فضل ابی بکر نیز کتاب التفسیر سورۃ مؤمن)

ترجمہ: ”کیا تم ایک شخص کو محض اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، درآنحالیکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔“ (۴۰:۲۸)

اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں مزید تفصیل یہ ہے کہ ”جب عقبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں چادر ڈال کر زور سے گھونٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے چیخ نکل گئی کہ ”اپنے ساتھی کو بچاؤ“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چیخ سن کر ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے آئے تھے اور جب حضرت ابوبکرؓ نے عقبہ کو دھکیل کر پرے ہٹا دیا، تو مشرکین حضرت ابوبکرؓ پر حملہ آور ہو گئے اور جب حضرت ابوبکرؓ واپس لوٹے تو ان کی اپنی یہ کیفیت تھی کہ ہم ان کی چوٹی کا جو بال بھی چھوتے تھے وہ ہماری چٹکی کے ساتھ چلا آتا تھا۔ (مختصر سیرت الرسول، ص:۱۳۰، بحوالہ الرحیق المختوم ص:۱۵۳)

۴:…حضرت عمرؓ کا اسلام لانے سے قبل آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ:

ایک دفعہ مشرکین مکہ کعبہ میں بیٹھے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی افتاد سے نجات حاصل کرنے کے سلسلہ میں غور و فکر کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوش میں آ کر کہنے لگے کہ میں ابھی جا کر یہ جھنجٹ ختم کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر اس ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ راہ میں ایک مسلمان نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے پوچھا: ”عمر! آج کیا ارادے ہیں؟“

کہنے لگے: تمہارے پیغمبر کا کام تمام کرنے جاتا ہوں“۔ نعیمؓ کہنے لگے: ”پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔“

حضرت عمرؓ نے اسی غصہ کی حالت میں ان کے گھر کا رخ کیا۔ دروازہ بند تھا۔ اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آ رہی تھی اور حضرت خبابؓ بن ارت انہیں قرآن کریم کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپؓ نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے

دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ نے بے تحاشا اپنے بہنوئی کو پیٹنا شروع کردیا۔ ان کی بہن فاطمہ آڑے آگئیں تو اسے بھی مار مار کر لہولہان کردیا۔ فاطمہ کہنے لگیں: ”عمر! اگر تم ہمیں مار بھی ڈالو تو بھی ہم اسلام کو چھوڑ نہیں سکتے۔“

بہن کی اس بات پر آپ کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگے: اچھا مجھے بھی یہ کلام سناؤ۔ قرآن کریم سننے کے بعد آپ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ وہاں سے اٹھے اور سیدھے دارارقم کی طرف چل پڑے۔ گو تلوار بدستور گردن میں حمائل تھی مگر ارادہ بدل چکا تھا۔ دارِ ارقم پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ مسلمانوں نے دراڑ سے دیکھا کہ عمر تلوار سنبھالے دروازے پر کھڑے ہیں۔ جس سے مسلمان کچھ سہم گئے۔ حضرت حمزہؓ وہاں موجود تھے۔ کہنے لگے کہ دروازہ کھول دو۔ اگر عمر کسی برے ارادے سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور عمر کا دامن کھینچ کر پوچھا: ”عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟“

حضرت عمرؓ نے بڑے ادب سے کہا کہ اسلام لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ سب کے سامنے آپ نے کلمہ پڑھا، تو سب مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ گویا حضرت عمرؓ کا ارادہ قتل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔ (سیرت النبی، ج:۱، ص:۸۲۲، بحوالہ طبقات ابن سعد وابن عساکر وکامل لابن الاثیر)

آپ ﷺ کے قتل کی اجتماعی کوششیں:

۵:... مقاطعہ شعبِ ابی طالب:

اس مقاطعہ کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں تفصیل سے ملتا ہے۔ جس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس معاشرتی بائیکاٹ کا اصل محرک ابوجہل تھا اور اس مقاطعہ کی شرائط یہ تھیں کہ بنوہاشم اور بنو عبدِمناف سے نہ کوئی لین دین کیا جائے، نہ بول چال رکھی جائے گی اور نہ ہی رشتہ ناطہ کیا جائے گا۔ تا آنکہ یہ لوگ مجبور ہوکر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہ کردیں۔

یہ یک طرفہ تحریر وادئ محصب (بخاری، کتاب التوحید، باب فی المشیئۃ والارادۃ) میں جمع ہوکر لکھی اور کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کردی گئی۔ اب اس حوالگی کا مطلب تو سب جانتے ہیں کہ اس سے مشرکین مکہ کی مراد اسلام اور پیغمبر اسلام سب کو ختم کردینا تھا۔ تین سال کے صبر آزما اور پرمشقت دور کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس تدبیر کو بھی ناکام بنادیا۔

۶:... قتل کے ارادہ سے ابوطالب سے سودابازی:

جب قریشی سرداروں کو یہ یقین ہوگیا کہ ابوطالب اپنے بھتیجے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے کسی صورت بھی دستبردار ہونے کو تیار نہیں تو انہوں نے ایک نہایت گھناؤنی سازش سے حضرت ابوطالب کو فریب دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سکیم تیار کی۔ چند قریشی سردار مکہ کے رئیس اعظم ولید بن مغیرہ کے بیٹے عمارہ کو ہمراہ لے کر ابوطالب کے پاس پہنچے اور کہا: ”یہ قریش کا سب سے بانکا اور خوبصورت نوجوان ہے۔ آپ اسے اپنی کفالت میں لے لیں اور اپنا متبنّیٰ بنالیں۔ اس کی دیت اور نصرت کے آپ حقدار ہوں گے اور اس کے عوض آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کردیں۔ جو ہمارے آباؤ اجداد کے دین کا مخالف اور ان کو احمق قرار دیتا ہے اور قوم کا شیرازہ منتشر کردیا ہے۔ ہم اسے قتل کردینا چاہتے ہیں اور یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔“

ابوطالب کہنے لگے: ”واللہ! یہ کتنا برا سودا ہے، جس کی تم مجھے ترغیب دینے آئے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں تو تمہارے بیٹے کو کھلاؤں پلاؤں اور پالوں پوسوں اور اس کے عوض تم میرا بیٹا مجھ سے لے کر اسے قتل کردو۔ واللہ! یہ ناممکن ہے۔“

اس پر مطعم بن عدی ابوطالب سے کہنے لگا: ”بخدا تم سے تمہاری قوم نے انصاف کی بات کہی ہے مگر تم تو کسی بات کو قبول ہی نہیں کرتے۔“

ابوطالب کہنے لگے: ”بخدا یہ انصاف کی بات نہیں ہے۔ بلکہ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی میرا ساتھ چھوڑ کر میرے مخالفین سے مل گئے ہو۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو ٹھیک ہے جو چاہو کرو۔“ (ابن ہشام، ۱:۲۶۶، ۲۶۷، بحوالہ الرحیق المختوم، ص:۱۴۵) ابوطالب کے اس جواب سے مایوس ہوکر قریش کا یہ مجمع منتشر ہوکر چلا گیا۔

۷:... وہ مشورۂ قتل جو ہجرت کا سبب بنا:

اس مجلس مشاورت میں ابلیس خود بھی شامل ہوا تھا اور طے یہ پایا تھا کہ مختلف قبائل کے گیارہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کریں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح گھر سے نکلیں تو یکبارگی حملہ کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کردیں۔ اس مشاورت کی اطلاع بھی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ لہٰذا نہایت خفیہ طور پر ہجرت کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار ومشرکین مکہ کے شر سے بال بال بچ گئے اور ان لوگوں کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہوگیا۔

۸:... ہجرت کے بعد گرفتاری یا قتل پر سو

اونٹ انعام کی پیشکش:

اس بھاری انعام کے لالچ میں لوگ فرداً فرداً بھی اور ٹولیاں بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ ایک ٹولی تو نقوش پا کا سراغ لگاتے لگاتے غارِ ثور کے دہانہ تک بھی پہنچ گئی۔ وہ اس قدر قریب ہوگئے تھے کہ اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نظر پڑ سکتی تھی۔ اس موقع پر بھی صبر وثبات کے اس پیکرِ اعظم میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ انفرادی طور پر تعاقب کرنے والوں میں سراقہ بن مالک کا واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس نے فی الواقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جالیا تھا۔ مگر قریب پہنچنے سے پیشتر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ پھر دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی ٹھوکر کھائی۔ سراقہ سمجھ گئے کہ اس کی خیر اسی میں ہے کہ وہ ان کے قریب نہ جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر جو سراقہ کو دیکھا تو دعا کی: ’’اے اللہ! اسے گرا دے‘‘ چنانچہ اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ہجرۃ النبی)

9:... عمیر بن وہب جمحی کا مشورہ قتل، ۲ ہجری:

عمیر بھی ان شیاطین میں سے تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے میں پیش پیش تھے۔ جنگِ بدر میں اس کا بیٹا وہب گرفتار ہوکر مسلمانوں کی قید میں چلا گیا تو یہ شخص غصے سے بے تاب ہوگیا اور انتقام لینے کا تہیہ کرلیا۔ ایک دن عمیر نے حطیم میں بیٹھ کر صفوان بن امیہ کے کنویں میں پھینکے جانے والے مشرک مقتولین کی افتاد کا ذکر کیا۔ تو صفوان کہنے لگا: ’’واللہ! اب تو جینے کا کچھ مزہ نہیں۔‘‘

عمیر کہنے لگا: ’’اگر میرے سر پر قرض نہ ہوتا اور میرے اہل وعیال نہ ہوتے تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اسے قتل کرڈالتا۔‘‘

صفوان کہنے لگا: ’’تمہارے قرض کی ادائیگی بھی میرے ذمہ رہی اور بال بچوں کی نگہداشت بھی۔ اگر میرے پاس کچھ کھانے کو ہوا تو انہیں بھی ضرور ملے گا۔‘‘

عمیر نے کہا: ’’اچھا! پھر اس بات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا‘‘ اور صفوان نے اس کا اقرار کرلیا۔

اب عمیر نے اپنی تلوار کو زہر آلود کرایا اور مدینہ جا کر مسجدِ نبوی میں پہنچ گیا۔ حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب گلے میں تلوار حمائل کئے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اسے آنے دو۔‘‘

تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے از راہِ احتیاط اس کی تلوار کا پرتلا لپیٹ کر پکڑ لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ’’اس کی تلوار چھوڑ دو‘‘ پھر عمیر سے پوچھا: ’’بتلاؤ کیسے آنا ہوا؟‘‘ عمیر کہنے لگا: ’’میرا بیٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قید میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسان فرمادیجئے۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر یہی بات ہے تو پھر تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟‘‘ کہنے لگا: ’’یہ تلواریں پہلے بھلا کس کام آئیں؟‘‘

... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ٹھیک ٹھیک بات بتلاؤ، ادھر ادھر کی مت ہانکو۔‘‘

اور پھر جب عمیر نے وہی پہلی بات دہرا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بات یہ نہیں، بلکہ تم مجھے قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہو۔ تم نے اور صفوان بن امیہ نے حطیم میں بیٹھ کر یہ یہ مشورہ کیا۔ صفوان نے تمہارے قرض اور بال بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری قبول کی اور تم مجھے قتل کرنے یہاں آگئے۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔‘‘

عمیر کو خیال آیا کہ یہ معاملہ ایسا تھا کہ جس کا صفوان کے علاوہ کسی کو بھی علم نہ تھا، اسے کس نے بتلایا؟ یقیناً یہ نبی ہی ہوسکتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور مسلمان ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ’’اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ، قرآن کریم پڑھاؤ اور اس کے بیٹے کو آزاد کردو۔‘‘

ادھر صفوان نے مکہ میں مشہور کر رکھا تھا کہ میں عنقریب تم لوگوں کو ایک خوشخبری سناؤں گا۔ مگر اس کے بجائے جب اسے عمیر کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو غصہ سے جل بھن گیا اور اس نے قسم کھالی کہ آئندہ وہ عمیر سے نہ کوئی بات کرے گا، نہ ہی اسے کسی قسم کا نفع پہنچائے گا۔ عمیرؓ اسلام سیکھ کر چند دن مکہ آئے اور یہاں آکر دعوت کا کام شروع کردیا اور ان کے ذریعہ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ (ابن ہشام، ۱:۶۶۱ تا ۶۶۳، بحوالہ الرحیق المختوم، ص:۲۳۷)

(جاری ہے)

نرم مزاجی کی اہمیت

مفتی محمد عبداللہ قاسمی

حسنِ اخلاق کامل ایمان کی پہچان ہے، اسلام اور مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے، جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ اور سبب ہے، اللہ کی رضا و خوشنودی کا جلی عنوان ہے۔ حسنِ اخلاق وہ قیمتی زیور ہے جس سے آراستہ ہونے والے شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے۔ اور روزِ محشر اس کو آپ سے قریب ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے۔ یہ وہ بیش بہا وصف ہے جس کی تکمیل کے لیے آپ کو مبعوث کیا گیا ہے، اور اس کو کمالِ ایمان کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ خوش اخلاق اور خوش اطوار انسان خالق ومخلوق ہر دو کی نگاہوں میں محبوب اور منظورِ نظر ہوتا ہے۔ معاشرے کے افراد کے مابین اس کو مرجعیتِ عام اور مقتدایانہ حیثیت حاصل ہوتی ہے، اور دوست ودشمن ہر ایک کے لیے وہ مرکزِ محبت وعقیدت ہوتا ہے۔

اخلاقِ حسنہ اسلام کا وہ گلشنِ سدا بہار ہے جس کے اجزائے ترکیبی میں عفو و درگزر، حلم و بردباری، ایثار و ہمدردی، عفت و پاکیزگی، جود و سخا، انصاف وعدل پروری اور نرم خوئی ونرم مزاجی کے گلہائے رنگارنگ ہیں۔ ان کی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کرتی ہے، اور دل و دماغ کو فرحت و تازگی بخشتی ہے، اور ایمان و یقین کے خزاں رسیدہ پودوں کو ذوقِ نمو عطا کرتی ہے۔ تحمل و بردباری اور نرم خوئی ونرم مزاجی گلشنِ اخلاق کا وہ گلِ سرسبز ہے جس کی مہک اور جس کا روح پرور اثر اپنے اندر مقناطیسی قوت رکھتا ہے، اور دوسروں پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ وہ تیرِ نیم کش ہے جس سے کشورِ دل زیر وزبر ہوجاتے ہیں، اور انسانی افکار و خیالات کی رو تبدیل ہوجاتی ہے۔ یہ وہ جاذبِ نظر اور خوش نما ہتھیار ہے جس سے بغاوت پسند اور سرکش لوگ قابو میں آجاتے ہیں، اور اپنی زندگی میں صالح اور خوش گوار انقلاب لے آتے ہیں۔

سیرتِ رسول اور نرم خوئی:

چونکہ نرم خوئی اور نرم مزاجی بہت ہی اعلیٰ اور قیمتی وصف ہے، بے شمار فوائد ومنافع کا حامل ہے؛ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بہت سے اوصافِ حمیدہ کی مجسم تصویر تھے، وہیں نرم خوئی اور نرم مزاجی بھی آپ کا خاص وصف تھا، خود قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے اس قیمتی وصف کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے پیغمبر! آپ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان لوگوں کے لیے نرم ہو، ورنہ اگر آپ بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، لہٰذا انہیں معاف کردیجیے اور ان کے لیے استغفار کیجیے“ (آل عمران:150)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن کی آنکھیں آپ کی فیضِ صحبت سے منور ہوئیں، اور جنھوں نے آپ کی زندگی کو بالکل قریب سے دیکھا، ان کا آپ کے بارے میں بیان ہے: آپ ہشاش بشاش، خوش اخلاق اور نرم خو تھے، سخت دل تھے نہ تندخو، شور وشغب اور فحش گوئی سے دور تھے، اور عیب جوئی اور بخل سے مجتنب رہتے تھے۔ (الشمائل المحمدی للترمذی)

نرم خوئی اور نرم مزاجی کا یہ وصف آپ کے اخلاقی پیکر کا ایسا جزو لاینفک بن گیا تھا کہ ایسے حالات جن میں انسان سخت اور درشت لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے، اور وقار وسنجیدگی کا دامن اس سے چھوٹ جاتا ہے، آپ نے عفو و درگزر اور نرمی کا ثبوت دیا ہے۔

ایک یہودی کے ساتھ آپ کا حسنِ برتاؤ:

چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک یہودی کی چند اشرفیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھیں، یہودی نے آپ سے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ابھی میرے پاس کچھ نہیں ہے جس سے میں تمہارا قرضہ ادا کرسکوں، یہودی نے اصرار کیا، اور کہا کہ جب تک آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے، میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو میں تیرے پاس ہی بیٹھا رہوں گا، آپ اس یہودی کے پاس بیٹھ گئے، اور اس دن کی نمازیں وہیں ادا کیں، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس واقعے کا علم ہوا تو وہ یہودی کے پاس آئے اور اسے ڈرانے دھمکانے لگے، آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو منع کیا۔ صحابہ کرامؓ

نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس یہودی نے تو آپ کو قیدی بنالیا ہے، آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے روکا ہے، جب وہ دن گزر گیا تو اس یہودی نے اسلام قبول کرلیا، اور اس نے کہا: میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں، میں نے یہ حرکت اس لیے کی تھی کہ میں نے توریت میں آپ کے متعلق پڑھا ہے: محمد بن عبداللہ جن کی جائے پیدائش مکہ ہے، اور جو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئیں گے، نہ وہ سخت دل ہوں گے نہ تندخو، نہ چیخ کر بات کریں گے، ان کی زبان فحش گوئی اور بے ہودہ گوئی سے آلودہ نہیں ہوگی، میں نے اب تمام صفات کا امتحان کرکے آپ کو صحیح پایا؛ اس لیے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ میرا آدھا مال ہے، آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں خرچ فرمائیں۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم)

☆☆..................☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ حسنِ مکمل، پیکرِ الفت، خلقِ مجسم کیا کہیے
محبوبِ خدا مطلوبِ جہاں وہ ذات مکرم کیا کہیے

افلاک پہ غلماں حور و ملک اور فرش پہ آدم کیا کہیے
مصروفِ ثنا سب رہتے ہیں سُکّانِ دو عالم کیا کہیے

سرتاجِ نبوت، ختمِ رسل یا ہادیٔ اعظم کیا کہیے
القاب سبھی تو پیارے ہیں حیراں ہوں مقدم کیا کہیے

بیداری شب در پیشی رب وہ سجدۂ پیہم کیا کہیے
امت کے لئے بخشش کی دعا بادیدۂ پُرنم کیا کہیے

بھرپور خزینہ حکمت کا اور نورِ ہدایت کا چشمہ
اترا ہے صحیفہ جو ان پر قرآنِ معظم کیا کہیے

اس شمع کے سارے پروانے توحید کے سارے دیوانے
سب شہرِ مدینہ میں آ کر مل بیٹھے ہیں باہم کیا کہیے

اتنی تو خبر ہے آپ گئے در جلوہ گہِ یزداں لیکن
کیا بندۂ و رب میں بات ہوئی یہ واللہ اعلم کیا کہیے

تم ختمِ نبوت صلی علیٰ ہم آخرِ امت ہیں واللہ
تا حشر تمہیں تم کیا کہنا تا حشر ہمیں ہم کیا کہیے

محشر میں نظر پر چشمِ کرم اے شافعِ محشر فرمائیں
اعمال کی پُرسش ہو جس دم کیا حال ہو اس دم کیا کہیے

محمد عبدالحمید صدیقی نظرؔ لکھنوی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

راولپنڈی میں دس روز: ۱۰؍ستمبر مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد چپ شاہ میں بیان ہوا، چپ شاہ کوئی بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا مزار جامع مسجد کے قریب ہے، انہیں بزرگوں کی نسبت سے جامع مسجد کا نام بھی ’’جامع مسجد چپ شاہ‘‘ ہے۔ قاری عبدالاحد امام وخطیب اور حاجی محمد شفیق کمیٹی کے صدر ہیں، یہ مسجد ڈھوک کھنبہ کے علاقہ میں ہے۔ اسی روز عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد حنفیہ کرتار پورہ میں بیان ہوا۔ جامع مسجد حنفیہ کرتار پورہ جامع مسجد فرقانیہ کے قریب ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا قاری زرین احمدؒ اس مسجد کے تقریباً چالیس سال تک امام وخطیب رہے۔

قاری زرین احمد نقشبندیؒ: تعارف و خدمات: قاری زرین احمد نقشبندی یکم جون ۱۹۴۸ء مطابق ۲۳؍ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ جناب لال دین کے گھر بٹگرام خیبر پختونخوا کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک ناظرہ راولپنڈی کے مدارس میں اور حفظ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی مسجد بفہ میں کیا۔ ابتدائی کتابیں جامعہ فرقانیہ مدینہ محلّہ کرتار پورہ میں پڑھیں، ایک سال خانقاہ سراجیہ کے مدرسہ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ دورۂ حدیث شریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ جامعہ کے اساتذہ کرام شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا سیّد مصباح اللہ شاہؒ، مولانا فضل محمد سواتیؒ جیسی جبال العلم شخصیات سے حدیث شریف کے انوار و برکات سمیٹے۔ حضرت بنوریؒ کے سر پر مالش اوران کو مٹھی چاپی کی سعادت بھی حاصل کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے آپ کی سند اپنے مبارک ہاتھوں سے تحریر فرمائی۔ ۱۹۶۶ء میں دورۂ حدیث شریف کرنے کے بعد آپ جامعہ فرقانیہ مدینہ کرتار پورہ راولپنڈی کے ناظم بنادیئے گئے۔

شادی خانہ آبادی: ہمارے حضرت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جامعہ فرقانیہ کے بانی ومہتمم حضرت مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ کے ہاں تشریف لائے۔ علیک سلیک، خیر خیریت، اکرام کے بعد مولانا عبدالحکیمؒ نے کہا کہ حضرت کیسے تشریف آوری ہوئی؟ فرمایا کہ اپنے بیٹے کے رشتہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ مولانا عبدالحکیمؒ نے کہا کہ آپ کی تو نرینہ اولاد ہی نہیں، فرمایا کہ زرین احمد میرا بیٹا ہے ناں! تو مولانا عبدالحکیم نے ہاں کردی۔ اس طرح ان کی شادی خانہ آبادی مولانا عبدالحکیمؒ کے ہاں ہوگئی۔ مولانا عبدالحکیم نے انہیں جامعہ کا ناظم اعلیٰ اور اپنی مسجد جامع مسجد حنفیہ کرتار پورہ کا امام مقرر فرمادیا۔ ۱۹۶۱ء میں ابھی نوعمر ہی تھے کہ مولانا عبدالحکیم نے انہیں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد کے دست مبارک پر بیعت کرادیا۔ آگے چل کر آپ فنافی الشیخ ہوگئے کہ کئی کئی ماہ تک حضرت والا کے رفیق سفر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ راولپنڈی میں ایک ڈپٹی کمشنر قادیانی آ گیا تو جامعہ کے طلبہ کا خفیہ ونگ بنایا جو صبح تہجد کے وقت پنڈی کی دیواروں پر چاکنگ کرتا، آپ کئی مرتبہ گرفتار بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے لاہوری گروپ کے محضرنامہ کا جواب لکھا۔ مولانا عبدالحکیم اور قاری زرین احمد مولانا کے دست و بازو کا کردار ادا کرتے رہے۔ آگے چل کر آپ کے شیخ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر بنا دیئے گئے تو آپ کا اوڑھنا بچھونا عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب ہوگیا۔ ۱۹۸۴ء ختم نبوت کی تحریک چلی تو اس میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ امیر بنا دیئے گئے۔ اگرچہ مجلس کے حصہ میں ان کا بڑھاپا آیا۔ تاہم انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے کبھی کنارہ کشی نہیں کی۔ مجلس کے ساتھ وابستگی کی کئی وجوہات تھیں ایک تو آپ کا خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) ہونے کا تعلق تھا۔ دوسرا آپ کے شیخ مجلس کے مرکزی امیر تھے۔ بہرحال آپ نے مصروف ترین زندگی گزاری، کئی سال

تک آپ نے جامعہ میں کئی ایک کتب احادیث پڑھائیں، عرصہ دراز تک جامع مسجد حنفیہ میں درس قرآن و حدیث دیتے رہے۔ چونکہ شاگردوں کا حلقہ وسیع تھا، اس لئے راولپنڈی کے کئی ایک مدارس عربیہ کے سالانہ جلسوں اور مساجد میں بیانات کا سلسلہ جاری رکھا۔ تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۴؍جنوری ۲۰۱۸ء جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ ۱۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو ان کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد بیان کیا، اسی مناسبت سے چند ایک سطور تحریر کیں۔

جامعہ فرقانیہ میں چند روز قیام: جامعہ فرقانیہ کے بانی سابق ایم این اے مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ تھے۔ موصوف ۱۹۲۰ء میں بھیڑ داخلی جوزیگرام میں ولی محمد مرحوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ دہلی کے مدارس مدرسہ مطلع العلوم، جامعہ امینیہ دہلی، جامعہ صدیقیہ میں چار سال تک پڑھتے رہے۔ چار سال کے بعد گھر کا رخ کیا، پھر دوبارہ دہلی کا رخ کیا اور ۱۹۴۳ء میں مدرسہ عبدالرب دہلی سے دورۂ حدیث شریف کیا اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبدالحق مدنیؒ کے ہاتھوں دستار فضیلت حاصل کی۔ ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان آنے والی آخری ٹرین جس میں جی ایچ کیو کے ملازمین آرہے تھے، اپنی قیمتی کتابوں کے ساتھ تشریف آوری ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں جامع مسجد حنفیہ کرتار پورہ میں بطور امام وخطیب تقرر ہوا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس احرارِ اسلام کے ورکر کی حیثیت سے حصہ لیا اور گرفتار بھی ہوئے، اڑھائی تین ماہ جیل میں گزارے۔ ۱۹۵۶ء میں جب جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ امیر اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ ناظم اعلیٰ بنائے گئے تو آپ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوگئے، آئین شریعت کانفرنس لاہور کے موقع پر حضرت درخواستیؒ نے آپ کو جمعیت علماء اسلام کا مرکزی سیکریٹری اطلاعات نامزد فرمادیا۔ مرکزی قائدین کے ساتھ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کے دوروں پر بھی جاتے رہے۔ ۱۹۵۹ء میں جامعہ فرقانیہ مدنیہ کے نام سے جامع مسجد حنفیہ کرتار پورہ میں شروع کیا۔ تین سال کے بعد موجودہ مقام پر جامعہ منتقل ہوا۔ جید اساتذہ کرام کے تقرر کی وجہ سے طلبہ کا رجوع عام ہوا۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کے قادیانی گروپ کے محضر نامہ کا جواب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعاون سے مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ لاہوری گروپ کے محضر نامہ کا جواب مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے تیار کیا اور آپ نے آٹھ گھنٹے مسلسل پڑھ کر سنایا۔ ۱۱؍فروری ۱۹۹۱ء کو آپ کا انتقال ہوا، اگلے دن ۱۲؍فروری ۱۹۹۱ء کو خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی اقتداً میں گورنمنٹ ڈگری کالج اصغر مال روڈ کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور تدفین راولپنڈی کے قدیم قبرستان عیدگاہ میں ہوئی، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالمجید ہزاروی مدظلہ آپ کے جانشین مقرر کئے گئے۔ موصوف اس وقت جمعیت علماء اسلام راولپنڈی اسلام آباد کے صدر ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے امیر حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ اسی جامعہ کے شیخ الحدیث ہیں۔ کئی روز تک راقم کو ان کی مہمانی کا شرف حاصل ہوا اور موصوف نے راقم کو اپنے دفتر خاص میں رہائش دی۔ اللہ پاک انہیں اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائیں۔

ختم نبوت علماء کونشن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے نائب امیر مولانا محمد آدم خان کی مسجد میں ۱۱؍ستمبر ظہر سے عصر تک علماء ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ نے کی۔ کنونشن سے وفاق المدارس العربیہ پنجاب کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید مدظلہ، مولانا عبدالغفار توحیدی، مولانا ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن، مولانا قاضی ہارون الرشید، مولانا محمد طیب، مولانا محمد طارق مبلغین ختم نبوت اور دیگر کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا۔ ۲۴؍ستمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی کے لئے کئی ایک اہم تجاویز زیر غور آئیں۔ مرکز کی نمائندگی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ کنونشن کے بعد تمام علماء کرام کی بریانی سے تواضع کی گئی۔ اسی روز عشاء کی نماز کے بعد محمدی بازار (لنڈا بازار) کی جامع مسجد محمدی میں مولانا قاری عبدالشکور مدظلہ کی دعوت پر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر راقم کا بیان ہوا۔ مولانا محمد طارق کی معیت حاصل رہی۔ ۱۲؍ستمبر کو اڈیالہ روڈ کی مساجد میں بیانات ہوئے۔ چنانچہ مولانا عجاج احمد کی دعوت پر جامع مسجد توحید کورکھ پورہ میں راقم کا بیان ہوا۔ علاقائی

علماء کرام نے علاقائی مسائل پر غور وخوض اور انہیں حل کرنے کے لئے مجلس علماء اہلسنت کے نام سے مقامی تنظیم بنائی ہوئی ہے۔ اس تنظیم کے کئی ایک ذمہ دار علماء کرام سے ملاقات ہوئی اور کانفرنس کی کامیابی کے لئے ہر نماز کے بعد دعاؤں اور اعلانات کے ذریعہ، نیز آنے والے جمعہ کے اجتماعات میں بیانات کی بھی استدعا کی، علماء کرام نے وعدہ فرمایا۔ نماز عصر کے بعد جامع مسجد صدیق اکبر ڈھاماں موڑ اڈیالہ روڈ میں بیان ہوا۔ نماز مغرب کے بعد جامع مسجد رخشندہ گلشن آباد، مولانا جمیل درانی کی دعوت پر بیان ہوا۔ مولانا محمد جمیل درانی نے مدرسہ قائم کیا ہوا ہے، جس میں تین کلاسیں کام کررہی ہیں۔ مولانا محمد زاہد اور مولانا عبدالجبار کی معیت حاصل رہی۔ مولانا محمد زاہد نے مدرسہ سیّد احمد شہید کلیال ڈھمیال میں وفد کے اعزاز میں ظہرانہ بھی دیا۔ ۱۳؍ستمبر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد بلال پنڈورا میں قاری شفیق الرحمٰن کی دعوت پر بیان ہوا، اسی روز مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ تاج المعارف جامع مسجد رحمانیہ ڈھوک حسو میں جلسہ منعقد ہوا، صدارت مولانا سعید الرحمٰن نے کی۔ مولانا محمد طارق اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے بابا خورشید احمد نے حمد ونعت پیش کی۔

جلسہ مدرسہ زینت القرآن شاہ نذر راولپنڈی: ۱۴؍ستمبر ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا قاری عبدالحفیظ نے کی، مولانا سیّد عثمان شاہ اور محمد اسماعیل کے بیانات ہوئے۔ قاری عبدالحفیظ حفظ کے معیاری استاذ ہیں۔ جامعہ حمادیہ کراچی میں دورۂ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کی، ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جامع مسجد شاہ نذر میں ۱۹۹۲ء میں مدرسہ قائم کیا۔ حفظ کی دو کلاسیں ہیں ۸۰ مسافر طلبہ اور ۶۰ بچیاں حفظ کررہی ہیں۔ موصوف کے شاگرد اور شاگردات دور دراز علاقوں میں قرآن کریم کی تعلیمات کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جامع مسجد دومنزلہ صرافہ بازار: مسجد میں عصر کے بعد بیان ہوا۔ جامع مسجد دومنزلہ تاریخی مسجد ہے، ابتداً ۱۹۰۵ء میں تعمیر ہوئی اور اس کی دو منزلیں تھیں۔ اسی وجہ سے دومنزلہ مشہور ہے۔ اس وقت چار منزلہ ہے، بہت خوبصورت عمارت ہے۔ مولانا عبدالوکیل مدظلہ خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جامع مسجد ہلال اصغر مال اسکیم: جامع مسجد ۱۹۷۰ء میں تعمیر ہوئی۔ ایک سو بیس فٹ لمبائی اور ۸۰ فٹ چوڑائی ہے۔ مولانا مفتی محمد شعیب مدظلہ خطیب ہیں، مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا، جس میں سینکڑوں کی تعداد میں نمازیوں نے شرکت کی۔ ۲۴؍ستمبر کی کانفرنس میں شرکت کے لئے نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کر کے شرکت کا وعدہ کیا۔

جامع مسجد امیر معاویہ کوہائی بازار: جامع مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد بیان ہوا، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی اور کانفرنس میں شرکت کا وعدہ کیا، مسجد ہذا چالیس پینتالیس سال پہلے تعمیر ہوئی۔

حسن ابدال: کسی بزرگ حسن کے نام سے جنہیں ابدال کہا جاتا تھا، مشہور تھا۔ یہاں ایک سرائے بھی تھی شاہجہانی سرائے خواص موجودہ نام محلّہ اندرون۔ اس سرائے کی تعمیر ۱۹۰۶ء میں شروع ہوئی۔ اس سرائے میں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی جو آج تک موجودہ ہے۔ جس کا نام مسجد شاہجہانی تھا، موجودہ تعمیر شدہ مسجد کا نام مرکزی جامع مسجد محلّہ اندرون حسن ابدال ہے، شاہجہانی دور میں اس سرائے کے تین دروازے تھے، جو آج بھی اپنی حالت میں موجود ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں ان دروازوں کی تزئین وآرائش کی گئی، جو ۱۹۴۸ء تک قابل استعمال رہے۔ ۲۰۲۰ء میں اہالیان محلّہ اندرون حسن ابدال نے قدیمی شاہجہانی دروازے نمبر کی ا کی قدیمی حیثیت کو بحال رکھا۔ (بحوالہ تاریخ حسن ابدال، مولفہ پروفیسر منظور الحق صدیقی ۱۹۷۵ء)

جامع مسجد حنفیہ محلّہ اندرون حسن ابدال: مسجد کی پہلی تعمیر ۱۶۲۶ء میں ہوئی۔ اس کا نام شاہجہانی مسجد رکھا گیا۔ ۱۹۶۰ء میں دوبارہ تعمیر شروع ہوئی جو ۱۹۶۵ء میں مکمل ہوئی، موجودہ تعمیر ۲۰۰۰ء میں ہوئی۔ ابتداً میں مسجد کمیٹی میں مولانا عبدالقادر، صوبیدار اللہ بخش، جناب عبدالرحیم، مولانا محمد عرفان، مولانا حامد علی رحمانی جیسی قابل قدر شخصیات رہیں۔ موخرالذکر تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد اور جمعیت علماء اسلام پنجاب کے راہنماؤں میں سے تھے۔ مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن کا سنگ بنیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے رکھا۔ مدرسہ کے پہلے مہتمم قاضی عبدالقیوم مقرر ہوئے، پھر مولانا قاضی شمس الدین، مولانا عبدالقادر، مولانا حامد علی رحمانیؒ رہے، جبکہ موجودہ مہتمم حاجی غلام صفدر ہیں۔ مدرسہ تحفیظ القرآن کی معیاری درسگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ دورۂ حدیث تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۱۴؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو صبح

دس بجے مدرسہ کے طلبہ واساتذہ کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔تحفیظ القرآن قاری اکرام اللہ کی نگرانی میں چل رہا ہے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حسن ابدال کے امیر ہیں۔ ۱۵ راساتذہ کرام کی نگرانی میں ۱۵۰ طلبہ کرام دورۂ حدیث شریف تک زیر تعلیم ہیں۔

مدرسہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک: مدرسہ میں تحصیل حسن ابدال کے علماء کرام کا کنونشن منعقد ہوا، جس میں دسیوں علماء کرام نے شرکت کی۔ کنونشن کی صدارت جمعیت علماء اسلام تحصیل حسن ابدال کے امیر مولانا تاج الدین نے کی، جبکہ مہمان خصوصی پیر احسان الحق الحسینی تھے۔ موصوف ہمارے حضرت شاہ صاحب (مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ) کے ایک شیخ مولانا عبدالحی نقشبندیؒ کے خلیفہ ہیں۔ جنہوں نے واہ کینٹ میں مرکز عرفان کے نام سے خانقاہ بنائی ہوئی ہے۔

بھوئی گارڈ: ہمارے حضرت خواجہ خواجگانؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور قریشیؒ کا آبائی علاقہ ہے۔ جہاں تقریباً ڈیڑھ سوسالہ پرانا ادارہ ہے۔ جہاں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی زیر تعلیم رہے۔ اس علاقہ کے ایک مشہور عالم مولانا عبدالحیؒ گزرے ہیں، ایک عرصہ تک اس کی شہرت رہی، حضرت مولانا عبدالغفور قریشیؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد زکریا سلمہ کی معیت میں بھوئی گارڈ میں حاضری ہوئی اور مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامع مسجد سیّدنا امیر معاویہ کامرہ: کامرہ جو ٹیکسلا سے تقریباً دس پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے کے خطیب، مقرر ذیشان مولانا مفتی محمد زبیر جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹیکسلا کے ناظم اعلیٰ ہیں کے اصرار پر عشاء کی نماز کے بعد بیان ہوا، موصوف دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں۔ بیان میں درجن سے زائد حضرات نے شرکت کی اور قافلہ کی صورت میں کانفرنس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

مدرسہ سراج المدارس میں علماء کنونشن: ۱۵ ستمبر ظہر کی نماز کے بعد کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا قاری محمد زکریا نے کی۔ سراج المدارس کے بانی ہمارے حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالغفور قریشیؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ اس وقت مدرسہ میں حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسی عظیم علمی شخصیات احادیث نبویہ کی تعلیم و تدریس میں مصروف تھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ٹیکسلا کی مرکزی مسجد میں امام وخطیب مقرر ہوئے، مولانا کی تشریف آوری کے وقت چھوٹی سی مسجد تھی۔ ۱۹۷۳-۷۴ء میں مسجد کی تعمیر جدید کرائی، نیز مسجد کے شمال کی طرف اپنے شیخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی خانقاہ سراجیہ کی نسبت سے مدرسہ کا نام سراج المدارس رکھا۔ اس کی دوسری شاخ شہر سے باہر مشرق کی طرف تقریباً چار کنال پر اصلاح وارشاد کے نام سے شروع کی، خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ انتقال کے بعد اپنے آبائی قبرستان بھوئی گارڈ میں سپرد خاک ہوئے، ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے خلف الرشید مولانا قاری محمد زکریا مدرسہ اور مولانا عبدالہادی خانقاہ کے متولی ونگران مقرر ہوئے۔ راقم نے ۱۵ ستمبر کو بھوئی گارڈ جاتے ہوئے ان کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ نیز آپ کے قائم کردہ مدرسہ سراج المدارس ٹیکسلا میں رات کو قیام کیا۔

دارالعلوم فاروقیہ میں خطبۂ جمعہ: دارالعلوم فاروقیہ دھمیال کیمپ راولپنڈی کے بانی ملک کے نامور عالم دین، خطیب وادیب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید مدظلہ ہیں۔ موصوف ایئرفورس میں ملازم تھے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ایئرفورس اور آرمی کی گاڑیاں آمنے سامنے سے ٹکرا گئیں اور آپ ایک ہاتھ سے معذور ہوگئے۔ ایئرفورس سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ جامعہ فاروقیہ کراچی حضرت مولانا سلیم اللہ خان

ABS
ESTD 1880
سوسال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

کے جامعہ میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۸۸ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ ۱۹۸۹ء میں جامعہ فریدیہ اسلام آباد جس کے بانی مولانا عبداللہ شہید تھے، درجہ کتب میں استاذ مقرر ہوگئے چار پانچ سال جامعہ فریدیہ میں کتب کی تدریس کی۔۱۹۹۳ء میں جامعہ دارالعلوم فاروقیہ کی بنیاد رکھی، پہلے سال درجہ قرآن پاک کے علاوہ درجہ کتب کا بھی آغاز ہوا درجۂ اولیٰ اور رابعہ کے طلبہ پہلے سال میں ہی آ گئے۔ ۱۹۹۶ء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے منسلک ہوگئے، پہلے سال ڈویژنل مسؤل مقرر ہوئے۔ ۱۹۹۷ء میں وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن نامزد ہوئے۔۲۰۰۰ء سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم چلے آ رہے ہیں۔ اب دارالعلوم فاروقیہ واقعتاً جامعہ فاروقیہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ خود بخاری شریف پڑھاتے ہیں، تدریس کے ساتھ ساتھ تبلیغ کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ آپ ایک اچھے خطیب اور واعظ بھی ہیں۔ ان کی عظیم جامع مسجد میں ۱۶؍ستمبر ۲۰۲۲ء جمعۃ المبارک سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی اور عصر کی نماز تک ان کے ہاں قیام رہا۔

جامع مسجد امام الانبیاء میں جلسہ: جامع مسجد امام الانبیاء گرجا روڈ چکری میں مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، صدارت مولانا ظہور الاسلام نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا حسین علی توحیدی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے، بابا خورشید احمد نے خصوصی شرکت کی اور نعتیہ کلام سے مجمع کو گرمایا۔ مولانا حسین علی توحیدی مدظلہ، مولانا عبدالستار توحیدیؒ کے فرزند ارجمند اور متحرک عالم دین ہیں۔ انہوں نے دارالعلوم فاروقیہ ڈھمیال کیمپ سے ہمیں وصول کیا اور جلسہ گاہ تک لے گئے۔

جامعہ خالد ابن ولید سوہان: جامعہ کے بانی مولانا قاری محمد زبیر ہیں۔ جو ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے آج سے ستائیس سال قبل سوہان میں مدرسہ کی بنیاد رکھی، ۱۹۹۵ء سے آج تک مدرسہ دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ سینکڑوں حفاظ وقراء نے قرآن پاک حفظ کیا۔ حفظ و ناظرہ کے علاوہ رابعہ تک درجۂ کتب کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔ تقریباً تین سو طلبہ زیر تعلیم ہیں، جن میں پچاس مسافر ہیں۔ ۱۷؍ستمبر عصر کی نماز کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد خورشید میں جلسہ: غوری ٹاؤن فیز ۷ کی جامع مسجد میں مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا نظام الرحمٰن نے کی۔ جامعہ محمدیہ اسلام آباد کے طلبہ، مولوی نوید گل اور مولوی عزیر نفیسی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا محمد طیب نے ولولۂ انگیز خطاب فرمایا، جبکہ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ پر روشنی ڈالی، عشاء کی نماز آدھ گھنٹہ تاخیر سے ہوئی۔

جامع مسجد خیر الوریٰ میں بیان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سابق امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف نور اللہ مرقدہ کے عزیز مولانا نذیر الحق مدظلہ جو دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں نے سیکٹر نمبر 15-G/2 میں ۲۰۱۰ء کو جامع مسجد خیر الوریٰ کی تعمیر کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۳ء میں تعمیر مکمل ہوئی۔ عصر کی نماز کے بعد مولانا سعید الرحمٰن مدظلہ کی معیت میں حاضری اور بیان ہوا، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

جامعہ سعیدیہ للبنین والبنات شاہین آباد: حضرت مولانا عبیداللہ مدظلہ جو ہمارے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف جن کا چند سطور پہلے ذکر ہوا کے قریبی عزیز ہیں۔ ۲۰۰۱ء میں جامع مسجد رحمانیہ کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔ ۲۰۰۵ء تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، بعد ازاں کراچی تشریف لے گئے۔ ۲۰۰۶ء میں آپ کے فرزند ارجمند مولانا سعید الرحمٰن مدظلہ نے مسجد کی امامت و خطابت کا نظم سنبھالا۔ مولانا عبیداللہ مدظلہ کی موجودگی میں ۲۰۰۲ء میں مدرسہ کا آغاز کیا، سنگ بنیاد شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤفؒ نے رکھا۔ اس وقت

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مدرسہ میں ۱۲۰ طلبہ اور ۱۰۰ بنات، ۱۲۰ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم وتربیت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۱۸؍ستمبر مغرب کی نماز کے بعد راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ رات آرام و قیام دارالعلوم زکریا سرائے خربوزہ ترنول میں کیا۔ دارالعلوم زکریا کے بانی ملک کے نامور شیخ طریقت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ تھے۔ حضرت موصوف نے وسیع وعریض قطعہ اراضی پر اپنے شیخ برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کے نام سے دارالعلوم زکریا کی بنیاد رکھی۔ اس وقت مدرسہ جامعہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام علوم وفنون میں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ حضرت مرحوم کے جانشین حضرت مولانا پیر عتیق الرحمٰن مدظلہ نے خیر مقدم کیا اور کافی دیر ان سے مجلس رہی، رات کا آرام دارالعلوم زکریا میں کیا۔

دارالعلوم زکریا کے دورۂ حدیث شریف اور تخصص کے طلبہ سے خطاب: حضرت اقدس مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کے فرزند ارجمند اور دارالعلوم زکریا کے معتمد مولانا مفتی محمد اویس عزیز کے حکم پر دورۂ حدیث شریف اور تخصص فی الفقہ کے طلبہ سے ۱۹؍ستمبر صبح ساڑھے گیارہ بجے سے سوا بارہ بجے تک ”قادیانیوں کے امت مسلمہ کے نظریات کے خلاف عقائد ونظریات اور علماء کرام کی ذمہ داری“ کے عنوان پر خطاب کی سعادت حاصل ہوئی، نیز راقم نے انہیں کہا کہ ”آج کا طالب علم، کل کا عالم دین“ آپ چند ماہ کے بعد سند فراغ حاصل کرنے والے ہیں، آپ کو ان فتنوں کے خلاف نبرد آزما ہونا پڑے گا، لہٰذا آپ لوگ ابھی سے ان کے خلاف تیاری کریں اور ان کے عقائد ونظریات کا رد سیکھیں۔

جامع مسجد الرحمٰن مدرسہ رحمانیہ میں بیان:
جامع مسجد الرحمٰن اور مدرسہ رحمانیہ اسلام آباد کے سیکٹر F-16 توحید آباد ترنول میں واقع ہے۔ ۱۹۹۰ء میں اس کی تعمیر کا آغاز ہوا، مدرسہ رحمانیہ میں ایک سو کے قریب طلبہ اور ۸۰ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ طالبات کو ناظرہ قرآن پاک، ترجمہ وتفسیر کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۳عدد استاذ اور دو عدد معلمات تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل میانوالی کے رہائشی متحرک وفعال عالم دین ہیں، ان کی تحریک پر ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامع مسجد ابوہریرہ میں جلسہ: ترنول کے علاقہ اسلام مارکیٹ اتفاق کالونی میں مولانا عتیق الرحمٰن کی دعوت اور مولانا محمد اسماعیل میانوالی کی صدارت میں مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا، علاقہ کے معروف ثنا خواں مولانا محمد جمیل تنولی نے اپنی خوبصورت آواز میں حمد ونعت اور مدح صحابہ کے عنوان پر نظم سے مجمع کو خوب گرمایا۔ مدنی مسجد ڈھوک عباسی ترنول میں عصر کی نماز کے بعد راقم کا عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی کے عنوان پر بیان ہوا، خطیب مولانا ریاض احمد نے صدارت کی۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ گلستان کالونی: ۲۰؍ستمبر کو صبح گیارہ بجے جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت جامعہ کے بانی قاری فضل ربی مدظلہ نے کی، مہمان خصوصی مجلس راولپنڈی کے نائب امیر مولانا محمد آدم خان تھے۔ کثیر تعداد میں قرب وجوار کے علماء کرام اور جامعہ کے سینکڑوں طلبہ اور اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ جامعہ کے تین طلبہ نے شاندار انداز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ آخری خطاب محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ قاری فضل ربی متحرک اور فعال عالم دین ہیں، کئی ایک مدارس چلا رہے ہیں۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ گلستان کالونی میں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق میں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ قاری فضل ربی بٹگرام کے رہنے والے ہیں، ایک سال کے اندر اندر ان کا جواں سال عالم دین، فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد طاہر، ان کی اہلیہ محترمہ اور قاری قرآن، سینکڑوں حفاظ وقرأ کے استاذ بھائی کا انتقال ہوا۔ مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

جامع مسجد نورالرحمٰن فیض ویلی: ویسرن الٰہ آباد میں ۲۰؍ستمبر عشاء کی نماز کے بعد راقم کا آخری پروگرام ہوا، جامع مسجد نورالرحمٰن کے خطیب مولانا محمد ہاشم ہیں، انہوں نے مسجد سے ملحقہ ادارہ بھی قائم کیا ہوا ہے، جس میں درجنوں بچے قرآن پاک حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں اکثریت مقامی بچوں کی ہے، جو صبح آ کر شام کو گھروں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ رات کا قیام وآرام حافظ محمد الیاس کے ہاں ہوا۔ موصوف ہمارے گوجرانوالہ کے سابق مبلغ اور آفس سیکریٹری حافظ محمد ثاقبؒ کے ہمشیر زادہ اور ختم نبوت خط وکتابت کورس کے ذمہ داروں میں سے ہیں، ہر سال چناب نگر کانفرنس میں کھانے کی ٹکٹوں کی تقسیم کے ذمہ داروں میں سے ہیں۔☆☆

بٹگرام کے علاقہ چھپر گرام میں مولانا صاحبزادہ محمد ایوبؒ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے،

حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جس کے دادا مولانا صاحبزادہ عبدالمنان سلسلۂ نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت تھے، بچہ کی پیدائش ۲۱؍ربیع الاول ۱۳۶۷ھ مطابق ۲؍فروری ۱۹۴۸ء کو ہوتی ہے، جس کی تعلیم وتربیت دادا مولانا عبدالمنانؒ کرتے ہیں۔ اس ہونہار کا نام عزیز الرحمٰن رکھا جاتا ہے۔ عزیز الرحمٰن نے ناظرہ قرآن کریم، کچھ صرف و نحو اور فقہ کی ابتدائی کتابیں اپنے دادا سے پڑھیں۔ مقامی بزرگ عالم دین سے درسی کتب پڑھنے کے ساتھ ساتھ اسکول کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ ۱۹۶۵ء میں عزیز الرحمٰن کے ناموں مولانا عبدالستار نے برادر عزیز قاری حبیب الرحمٰن کے ساتھ انہیں راولپنڈی کے ایک مدرسہ امدادالعلوم میں داخل کرایا۔ موقوف علیہ تعلیم راولپنڈی کے مختلف مدارس میں حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے کیا۔ چنانچہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء دورۂ حدیث شریف میں داخلہ لیا۔ تلمیذ حضرت مدنی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالحلیم فاضل دیوبند، فقیہ الاعصر مولانا مفتی محمد فریدؒ، مولانا محمد علیؒ، مولانا سیّد شیر علی شاہؒ جیسے اساطین وسلاطین علم سے احادیث نبویہ کے فیوض و برکات حاصل کیں۔ نیز آپ کو چودہ سال مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ریحانۃ الہند برکۃ العصر حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ سے بچپن سے ہی ہوگیا تھا۔ دیگر طلبہ کرام کے ساتھ مل کر آپ نے شیخ الحدیثؒ سے مصافحہ اور آپ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ۱۹۷۱ء میں راولپنڈی کینٹ کے علاقہ چوہڑ میں دینی کام کا آغاز ہوا۔ ایک دلخراش واقعہ رونما ہوا جس کی وجہ سے دلبرداشتہ ہوکر حرمین شریفین کے قیام کا ارادہ فرمالیا۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا سعید احمد خان معروف تبلیغی بزرگ مکہ مکرمہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے حکم پر پاکستان واپس تشریف لے آئے اور جامع مسجد صدیق اکبر تعمیر کرائی۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے سلاسل اربعہ میں تحریراً اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ ہمیشہ امت اور اسلامیانِ پاکستان کی تربیت کے لئے ساعی رہے، ہزارہا انسانوں نے آپ سے اللہ اللہ سیکھ کر اپنی دل کی دنیا کو آباد کیا۔ چونکہ آپ چودہ سال تک مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی تربیت میں رہے۔ جس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ پر الحاد، بے دینی، سیکولرازم اور قادیانیت کے خلاف مصروف عمل رہے۔ نیز جب بھی کسی باطل قوت نے صحابہ کرام، اہلبیت عظام کے خلاف سر اٹھایا آپ خم ٹھونک کر اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ قادیانیت کے خلاف نفرت اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ آپ کے رگ وریشہ میں رچ بس گیا۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہر تحریک میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا اور قادیانیت کے خلاف مصروف جہد عملی تحریک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر خورد وکلاں سے محبت سے پیش آتے، جب آپ نے ترنول کے علاقہ میں کئی ایکڑ زمین خرید کر دارالعلوم زکریا کی بنیاد رکھی اور اس کے سالانہ اجتماعات شروع کئے، اپنے ہر اجتماع میں مجلس کے مبلغین کو نمائندگی بخشتے۔ بندہ جب بھی حاضر ہوا، انتہائی محبت سے پیش آتے۔ ایک مرتبہ راقم نے نوشہرہ سے فون کیا کہ حضرت جی کل کس وقت آپ کی زیارت ہوسکتی ہے؟ فرمانے لگے صبح ناشتہ پر آ جائیں، پُرتکلف ناشتہ کرایا اور مکئی کی روٹی کھلائی اور فرمایا کہ بگرام کی مکئی بہت مشہور ہے۔ اس کی روٹی عمدہ ہوتی ہے، جب کوئی خاص مہمان آتا ہے تو اس کے لئے یہ روٹی پکوائی جاتی ہے۔ آپ ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر شرکت فرماتے اور اپنے مجاہدانہ خطاب سے سرفراز فرماتے، ایسے ہی اور کہیں آپ سے درخواست کی جاتی تو انکار نہ فرماتے۔ ۲۳؍جون ۲۰۲۰ء کو صبح کی نماز کے بعد چشتیہ سلسلہ کے مطابق ذکر کیا اور دائیں ہاتھ، دایاں رخسار کے نیچے رکھا اور گلشن مصطفوی کا یہ گل سرسبد اپنے اللہ کی حضور روانہ ہوگیا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے پیر بھائی مولانا سیّد مختار الدین شاہ کربوغہ شریف کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت فرمائی اور آپ کو خانقاہ دارالعلوم زکریا والدین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

راقم نے ۱۸؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو پروگراموں سے فراغت کے بعد دارالعلوم زکریا میں حاضری دی اور رات کا آرام و قیام خانقاہ میں کیا۔ ۱۹؍ستمبر صبح ساڑھے گیارہ سے بارہ بجے تک تخصص اور دورۂ حدیث شریف کے طلبہ سے خطاب کی سعادت حاصل کی۔ ☆☆☆

بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ ہمہ جہت شخصیت تھے،

دیوبند کی جامع صفات شخصیات

خورشید حسین قاسمی

آپ نے جہاں ایک جانب علم و تحقیق سے مزین تصانیف چھوڑی ہیں وہیں مسندِ درس کو بھی زینت بخشی اور اپنے علوم کے دریا بہائے ہیں۔ جہاں آپ طریقت میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت اور ان کے مجاز ٹھہرے تو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شاملی کے محاذ پر عَلَم جہاد بھی بلند کیا۔ آپ کے شاگرد رشید اور علمی و تحریکی جانشین شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ ٹھہرے، جنہوں نے اپنے حضرۃ الاستاذ کی نسبت کو جہاں دیگر شعبوں میں زندہ رکھا، وہیں سلسلہ جہاد کو آگے بڑھاتے ہوئے تحریکی و سیاسی جدوجہد میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا اور تحریک ریشمی رومال و تحریکِ خلافت بپا کیں۔ حضرت شیخ الہندؒ سے یہ نسبت ان کے مرید باصفا و جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں منتقل ہوئی جو ایک جانب دارالعلوم کی مسند حدیث پر جلوہ افروز ہوئے تو دوسری طرف سیاست میں مسلمانانِ ہند کے سب سے بڑے رہنما بن کر بھی سامنے آئے۔ حضرت مدنیؒ دارالعلوم میں حضرت نانوتویؒ کی کتابیں خارجی اوقات میں سبقاً پڑھایا کرتے تھے اور میدان سیاست میں حضرت شیخ الہندؒ کی ایما پر قائم جماعت جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے سیاسی معرکے بھی گرم رکھتے تھے۔ گویا حضرت نانوتویؒ کے علوم کی خدمت کے ساتھ ساتھ آپ نے ان کی سیاسی و تحریکی فکر کو بھی زندہ رکھا اور شیخ طریقت بن کر عوام الناس کی اصلاحی خدمت بھی سرانجام دی۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد و تربیت یافتہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ پوری دنیا میں انہی اکابر کی سوچ و فکر کے سفیر بن کر پہنچے اور دیوبند کی سیاسی فکر کو وہ عالم گیریت عطا کی جس کی بنا پر آج ہند تا افغانیہ انہی کا بیانیہ گونج رہا ہے۔ یہ سب دیوبند کی انہی جامع صفات شخصیات کی محنت کا نتیجہ ہے جس نے انہیں مسلمانوں کا مقتدا و رہنما بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

استاذ علماء حضرت مولانا عتیق الرحمٰن جلال آبادی

تلمیذ وخلیفہ حضرت گنگوہیؒ مولانا غلام رسول فیروز پوریؒ کے فرزند ارجمند

حضرت مولانا عتیق الرحمٰنؒ فاضل جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور تھے۔ آپ جلال آباد فیروز پور سے مہاجر تھے۔ آپ نے بخاری شریف کا مقدمہ مظاہر العلوم کے صدر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے پڑھا۔ حضرتؒ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو آپ نے بخاری شریف کی تکمیل جامعہ کے ناظم مولانا عبداللطیفؒ سے کی اور دیگر کتب احادیث جامعہ کے نامور اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ فراغت کے بعد اپنے آبائی علاقہ جلال آباد میں خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ نے ۱۹۴۷ء کی عیدالفطر اپنی آبائی مسجد میں پڑھائی۔ جلال آباد ہمارے منچن آباد کے بالمقابل ہے، قیام پاکستان کے متصلاً بعد منچن آباد آ گئے۔ آپ کا سن پیدائش ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء ہے۔ ۱۹۵۴ء میں آپ خیر المدارس ملتان میں استاذ تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سمیت نامور علماء کرام نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ کچھ عرصہ بعد خیر المدارس کو خیر باد کہہ گئے، پھر ۱۹۶۲ء میں دوبارہ خیر المدارس آئے اور پھر تاحیات خیر المدارس میں بڑی کتابوں کے استاذ رہے۔ راقم نے ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیر المدارس میں آپ سے جلالین شریف پڑھی، ہماری کلاس میں اس وقت جامعہ خیر المدارس کے صدر مفتی مولانا مفتی محمد عبداللہ مدظلہ اور شعبۂ تجوید وقرأت کے استاذ مولانا قاری محمد اسحاق مدظلہ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور بھی کئی نامور علماء کرام اس کلاس میں شامل تھے۔ استاذ محترم جید علماء کرام میں سے تھے۔ آخر عمر میں کمر جھک گئی تھی۔ ضعف وعوارض اور بڑھاپے کے باوجود مجھے یاد نہیں کہ کوئی سبق ناغہ ہوا ہو، یہی وجہ ہے کہ جلالین شریف جیسی ضخیم کتاب بغیر کسی دوڑ کے آخر سال تک مکمل ہوگئی۔ آپ صرف کتاب کے دلدادہ تھے۔ خارجی تقریر بہت کرتے، طلبہ کے چھیڑنے کے باوجود اپنے کام سے کام رکھتے۔ ۱۳؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ مطابق ۸؍نومبر ۱۹۹۴ء کو وفات ہوئی۔ آپ کے شاگرد اور میرے استاذ حضرت مولانا منظور احمدؒ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ منظور آباد کے قبرستان میں اپنے رفقاء اساتذہ جامعہ حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالستارؒ، حضرت مولانا محمد صدیقؒ اور دیگر اساتذہ جامعہ کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد
فرما گئے یہ ھادیؐ
لا نبی بعدی
2 روزہ
ختمِ نبوۃ کانفرنس
41 ویں
سالانہ
عظیم الشان
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
27
28
2022 اکتوبر
بروز جمعرات جمعۃ المبارک
مسلم کالونی چناب نگر
زیر صدارت
پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی
زیر سرپرستی
صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
عقیدہ ختمِ نبوت
سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
اتحاد امت محمدیہ
ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
جلسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ عظام قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر چنیوٹ
0300-7314337
0300-4304277
0301-6395200